مذہبِ حنفی کا
دینِ اسلام سے اختلاف

بجواب

جماعتِ اہلِ حدیث کا خلفائے راشدین سے اختلاف

مرتبہ

ابو الاقبال سلفی

ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ۔ راولپنڈی

افتتاحیہ

پچھلے دنوں ایک صاحب محمد پالن حقانی کی دو کتابیں جماعت اہل حدیث کیخلاف نظر سے گذریں۔

(۱) جماعت اہل حدیث کا ائمہ اربعہ سے اختلاف

(۲) جماعت اہل حدیث کا خلفائے راشدین سے اختلاف

یہ دونوں کتابیں ہم نے از اول تا آخر پڑھیں۔ ان دونوں کتابوں کا مقصد جماعت اہل حدیث کی تنقیص، تذلیل، تحقیر اور جماعت اہل حدیث کیخلاف غلط فہمیاں پیدا کرنا اور مناظرہ بازی کا میدان تیار کرکے اپنی کتابوں کے ذریعے پیسے کمانا ہے اور ساتھ ہی اپنی مقبولیت وشہرت میں اضافہ کرنا۔

ہم حقانی صاحب کا نام تو کافی عرصہ سے سن رہے تھے۔ شمالی ہندوستان میں بھی ہم نے سنا تھا اور بمبئی کے حلقوں میں بھی کہ ایک صاحب بالکل تجارتی انداز میں تقریریں کرتے ہیں۔ قوالوں کی طرح باقاعدہ ہر رات کا سودا کرتے ہیں جتنی تقریریں کرانی ہوں ہر رات کے حساب سے باقاعدہ رقم طے ہو جاتی ہے۔ اور پھر اپنی تقریروں میں جس طرح قصہ گوئی اور مجمع لگا کر اپنی چیزیں فروخت کرنے والے نیز ڈرامہ کرنے والے اور مداری مختلف قسم کے شگوفے، چٹکلے، مسخرے پن کے قصے، بے سروپا واہی تواہی بے سند واقعات پیش کرتے ہیں اسی طرح یہ حضرت بھی کرتے ہیں کیونکہ ان کا مقصد بھی پیسہ کمانا ہوتا ہے ان کا مقصد بھی یہی ہے اسی درمیان میں یہ حضرت کچھ دین کی باتیں بھی بتاتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ حضرت کبھی اہل حدیث کی تعریف بھی کرتے ہیں اور کبھی برائی کرتے ہیں۔

لیکن گذشتہ دنوں جب یہ دو کتابیں نظر سے گذریں تو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ صاحب تو جماعت اہل حدیث کی تعریف کرتے تھے آج اس کی مخالفت اور تنقیص پر کیوں اتر آئے۔ ہم نے اس کی وجوہات تلاش کیں تو ہمیں اس کے پس منظر میں چند وجوہات نظر آئیں۔

۱- یہ کہ اب آنجناب کا دھندا ٹھنڈا ہو گیا ہے لوگ تقریروں کے لئے دعوت نہیں دیتے بہت کم پروگرام ہو رہے ہیں جس سے ہر رات کی آمدنی نہیں ہو پا رہی ہے۔ خال خال سلسلہ چلتا ہے۔

۲- دوسرے یہ کہ اب بہت سے لوگوں کو یہ حقیقت معلوم ہوگئی ہے کہ تقریریں، قصہ گوئی، تمسخر اور چٹکلے و لطیفے سنا کر اجرت لینا، پیسہ کمانے والوں کا دھندا ہے۔ یہ اسلامی طریقہ نہیں۔ نبیوں کا شیوہ نہیں۔ اللہ والوں کا طریقہ نہیں۔ صرف پیشہ ور پیسہ کمانے والوں کا طریقہ ہے۔ انبیاء کرامؑ نے صاف صاف اعلان کیا کہ وعظ وتبلیغ سے ہمارا مقصد پیسہ اور دولت کمانا نہیں۔ قرآن نے انبیاء کا قول نقل کیا ہے:

﴿وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (سورہ الشعراء: ۱۲۷)

”ہم تم لوگوں سے اپنی تقریر وتبلیغ پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے ہمارا اجر تو صرف اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے“۔

اس کے برعکس حقانی صاحب اپنی تقریر ووعظ پر پیسہ طلب کرتے ہیں جو سراسر انبیاء کے طریقے کے خلاف ہے۔ اس لیے لوگ حقانی سے متنفر ہو گئے ہیں اور ان کے دھندے پر برا اثر پڑ رہا ہے۔

۳- تیسرے انہوں نے دس بارہ تقریریں رٹ کر یاد کر رکھی ہیں وہی ہر جگہ سناتے ہیں ان کے بار بار سننے سے لوگ اکتا چکے ہیں اس لئے دوکانداری بہت پھیکی پڑ گئی ہے۔

۴- چوتھے یہ کہ اپنی تقریر میں حقانی صاحب جب مسائل بیان کرتے ہیں تو قرآن وحدیث سے نہیں بیان کرتے بلکہ فقہ حنفی سے بیان کرتے ہیں۔ جو بے شمار گندی باتوں کا مجموعہ ہے اور جسے بعض لوگ کوک شاستر بھی کہتے ہیں۔ جس کی بے شمار باتیں قرآن حکیم اور حدیث رسول کے خلاف ہیں بے اصل بے سند اور گھناؤنی ہیں۔ کچھ اہل حدیث بھائیوں نے ان کو ان پر ٹوکا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کی بے اصل بے سند باتوں کی دلیل حقانی کے پاس کیا ہو سکتی تھی۔ حقانی صاحب نے غصہ میں آکر پاگل پن میں یہ کتابیں لکھ ڈالیں۔ بجائے ان لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے کے اہل حدیث جماعت کو گالی دینے بیٹھ گئے۔ ہمیں حیرت ہے کہ وہ شخص جو خود شیشے کے مکان میں بیٹھا ہوا اس کو کیسے جرأت ہوئی کہ ایک مضبوط قلعے پر سنگباری کرے۔ جماعت اہل حدیث کسی کی دشنام طرازی یا تعریف سے بالاتر ہے۔ وہ اپنا کام کئے جارہی ہے اور الحمد للہ ہر سال ہزاروں کی تعداد میں امام ابو حنیفہؒ کو رب ماننے والوں اور ان کی پرستش کرنے والوں کو رب العالمین کے حضور میں جھکا دیتی ہے۔ اور بے شمار راہ اضلال پر بھٹکتے ہوؤں کو صراط مستقیم پر لے آتی ہے۔

۵- پانچویں یہ کہ کچھ پرستارانِ امام ابو حنیفہ نے دیکھا کہ حقانی کو تھوڑی شہرت حاصل ہوگئی ہے چلو ان کی آڑ میں حنفیت کی تبلیغ اور کتب فروشی کا دھندا اچھا چلے گا۔ خود تو بیچارے کبھی مد مقابل نہ آئے اور ایک جاہل کو آگے کر دیا۔ اور پیچھے سے پیٹھ تھپتھپا دی کہ چڑھ جا بیٹا سولی پر.........

۶- چھٹے یہ کہ حقانی کی تقریر اور بے صفحے کے چٹکلوں کی دوکان تو اب پھیکی پڑ چکی ہے آخر پیٹ کے جہنم کے لئے کوئی نہ کوئی تو دھندا چاہیئے۔ اس لئے سوچا کہ ہندوستان میں جماعت اہل حدیث ہی وہ جماعت ہے جس کا رعب تمام مسلمانوں پر ہے۔ اس کے سامنے آج تک کوئی سر نہ اٹھا سکا نہ اس سے کوئی لوہا لے سکا۔ بڑے بڑے اس کے سامنے چپ سادھے بیٹھے رہے۔ میں ایک جاہل آدمی، اس کو گالی دوں گا برا بھلا کہوں گا تو اس ناطے میری کتابیں خوب بکیں گی میری دوکان خوب چمکے گی کوئی چیلنج کرنے آئے گا تو میں کہہ دوں گا میں نے تو سمجھانے کو لکھا ہے مناظرہ کرنا ہے تو علماء سے جا کر کرو، میں ایک جاہل آدمی کیا مناظرہ کروں گا۔ اس طرح میری جان بچ جائے گی اور آمدنی بھی زور دار ہوگی۔

یہ ہیں وہ چند اسباب جو حقانی صاحب کی مذکورہ دونوں کتابیں لکھنے کے ہم پتہ لگا سکے اور سمجھ سکے ہیں حقانی کی پہلی کتاب'' ائمہ اربعہ سے جماعت اہل حدیث کا اختلاف'' کا جواب ہمارے ایک محترم دوست جناب مولانا عبدالمتین صاحب جونا گڈھی'' حدیث خیر وشر'' کے نام سے اور ایک دوسرا جواب ہمارے ایک اور دوست جناب مقصود الحسن صاحب فیضی پرتاب گڈھی'' اباطیل حقانی'' کے نام سے لکھ چکے ہیں یہ دونوں جواب ایسے مدلل اور دنداں شکن ہیں کہ ان کے ایک لفظ کے جواب دینے کی جرأت بھی نہ حقانی صاحب میں ہوسکی اور نہ ان کے پشت پناہ دیگر فاضلان دیوبند علماء احناف کو۔

حقانی صاحب ان کتابوں کا جواب تو کیا دیتے اپنے من کے مطابق ایک اور موٹی سی گالی دینے کے لیے قلم سنبھالا اور ایک کتاب'' جماعت اہل حدیث کا خلفائے راشدین سے اختلاف'' لکھ ڈالی جس میں جماعت اہل حدیث کے متعلق یہ

غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جماعت اہل حدیث نہ خلفائے راشدین کو مانتی ہے اور نہ ان کا ادب کرتی ہے۔(نعوذبالله من هذه الوسوسة الحقانى)

ہم کو ۱۹۴۷ء سے پہلے کے وہ معرکے اچھی طرح یاد ہیں جبکہ علماء اہل حدیث ہند نے حنفیوں کو ایک جگہ نہیں سینکڑوں مناظروں اور مقدموں میں عبرتناک شکستیں دی تھیں جن کی تفصیلات فتوحات اہل حدیث اور دوسری روئیدادوں کی کتابوں اور اخبارات کے فائلوں میں پھیلی پڑی ہیں ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان پرانی بحثوں کو پھر چھیڑا جائے اور کسی جماعت کے خلاف کچھ لکھا جائے۔ کبھی ہم لکھنا بھی چاہتے تھے تو ہمارے اکابر علماء اس سے روک دیتے تھے۔ کہ اب اس کا وقت نہیں۔ اسی لئے یہ میدان خاموش تھا۔ اب جناب حقانی صاحب نے اس بحث کا آغاز کر کے جماعت اہل حدیث پر احسان کیا ہے اور اس جماعت کو بیدار کر دیا ہے ہمیں اس میدان کے کھل جانے سے انتہائی خوشی ہے۔ ہم تو اس چیز کے ایک عرصہ سے متلاشی تھے کہ کوئی سلسلہ جنبانی شروع ہو اور ہمیں مسلک اہل حدیث کی حقانیت ثابت کرنیکا موقعہ ملے۔ مذہب حنفی نے مذہب اسلام کے نام کی جو جھوٹی نقاب اوڑھ رکھی ہے اس کو اتار کر اصل چہرہ دنیا کو دکھانے کا موقعہ ملے۔ شکر ہے کہ یہ موقعہ جناب محمد پالن حقانی صاحب نے ہمارے لئے فراہم کر دیا۔

آخر میں ہم حقانی صاحب سے بھی عرض کریں گے کہ روزی تو اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کو دیتا ہے آپ کو بھی ضرور دے گا جماعت اہل حدیث کو گالی دے کر روزی پیدا کرنا کوئی اچھا پیشہ نہیں۔ لیکن شاید یہ شیوہ احناف کے اسلاف سے آپکو وراثت میں ملا ہے۔ اکابر احناف کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ برسر اقتدار لوگوں کا قصیدہ پڑھتے رہے ہیں اور ان کی غلط اور صحیح میں ہاں ملاتے رہے ہیں اور اہل حق کو

ہمیشہ گالیاں دی ہیں مخالفتیں کی ہیں۔ اور بد نام کرنے کی ہمیشہ کوششیں کی ہیں۔ بہتر ہوتا کہ یہ دروازہ بند رہتا۔ لیکن اب کھل گیا تو ؎

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ابوالاقبال سلفی کان اللہ لہ

المتوطن ملا پور، پوسٹ رٹھورا، ضلع بریلی، یو پی

۱۴ جنوری ۱۹۸۷ء

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اتباعه اجمعين۔

امابعد: محمد پالن حقانی گجراتی نے ایک کتاب بنام" جماعت اہل حدیث کا خلفائے راشدین سے اختلاف" لکھی ہے جو انتہائی غلط فہمیوں، سراسر فریب اور تلبیس ابلیس پر مبنی ہے۔ زیر نظر کتاب میں ہم حقانی کی اس کتاب کے ایک ایک عنوان کا جائزہ لیں گے اور حقانی کے فریب اور تلبیس ابلیس کا پردہ چاک کریں گے۔

عرض مصنف

عرض مصنف میں جناب حقانی صاحب لکھتے ہیں:" ان اعتراض کرنیوالے محترموں کو یہ گمان تھا کہ حنفیہ کے پاس کوئی جواب نہیں حالانکہ فقہ حنفی مکمل فقہ ہے۔ جو قرآن وحدیث سے ترتیب دی گئی ہے"

جواب: الحمد لله اہل حدیث کو آج بھی اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا مسلک سچا اور ہمارے امام سب سے بڑے ہیں حتیٰ کہ امام الانبیاء ہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان سے بڑا امام کوئی نہیں۔ حنفیہ جو امام ابوحنیفہ کو امام اعظم (اپنے منہ میاں مٹھو) کہتے ہیں سراسر باطل ہے۔ امام اعظم تو صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں

کی تھی اس شراب کو شراب ابا یوسفی کہتے تھے۔ (درمختار ج۴)

شراب گیہوں، جو، شہد اور جوار کی حلال ہے۔ (ہدایہ ج۴)

شراب چھوارے اور منقیٰ کی حلال ہے۔ (قدوری)

نبیذ، شہد اور انجیر، گیہوں، جُو اور جوار کی شراب لہو لعب کے لئے نہ پئے تو حلال ہے۔ (ابو حنیفہ وابو یوسف) (مالا بدمنہ)

زیر ناف کے بال حجام آنکھیں بند کر کے مونڈے تو جائز ہے۔ (عالمگیری ج۴)

کسی کا دودھ یا گوشت چرا لاوے تو حد نہیں۔ (شرح وقایہ)

کسی کی لکڑیاں اور گھاس چرا لاوے تو حد نہیں۔ (شرح وقایہ)

میوہ یا کھڑی کھیتی چرا لاوے تو حد نہیں۔ (شرح وقایہ)

مسجد کا دروازہ چرالاوے تو حد نہیں۔ (شرح وقایہ)

کسی کا قرآن چرالاوے تو حد نہیں۔ (شرح وقایہ)

کسی کا مال لوٹ لاوے تو حد نہیں۔ (شرح وقایہ

بیت المال شاہی خزانے میں سے چرالاوے تو حد نہیں۔ (شرح وقایہ)

غصب کے جانور کی قربانی جائز ہے۔ (شرح وقایہ ص۵۵۹)

زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔
(عالمگیری ج۱، باب نواقض الوضود)

اپنے ذکر کو یا دوسرے کے ذکر کو پکڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (عالمگیری جلد۱)

باہم ننگے مرد اور عورت کی شرم گاہیں مل جائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار ج۱)

مرد اپنی دبر میں اور عورت اپنی فرج میں مردہ کا ذکر یا انگلی یا لکڑی داخل کرے تو غسل نہیں۔ (ہدایہ ج۱)

کم عمر لڑکی سے جماع کرنے کے بعد دھونا ضروری نہیں۔ (درمختار ج۱)

دہ در دہ حوض میں آدمی کا پیشاب یا نجاست پڑ جائے تو وہ پاک ہے۔
رمختار ا بہشتی زیور ا)

دہ در دہ حوض میں کتا م [illegible] ا ہو تو [illegible] ں لی دوسری طرف وضو جائز ہے۔
(بہشتی زیور حصہ ا)

حوض میں کتا گر کر مر گیا۔ اگر تہ میں بیٹھ گیا تو وضو جائز ہے۔ (درمختار ج۱)

بے ترتیب وضو کرے (پہلے پاؤں دھوئے پھر منہ پھر کلی وغیرہ) تو جائز ہے۔
(ہدایہ حصہ بہشتی زیور ج)

مسواک کے چوسنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ (درمختار ج۱)

مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی رکھنے سے شیطان سوار ہوتا ہے۔ (درمختار ج۱)

انگلی مقعد میں داخل کی اگر خشک نکلی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار ج۱)

کسی نے جلق لگائی یا عورت سے سوا فرج کے صحبت کی اور منی نکلنے پر [illegible]کر کو پکڑ لیا بعد جانے شہوت کے ذکر کو چھوڑنے پر منی نکلے تو غسل واجب نہیں۔ (ابو یوسف) ہدایہ ج۱)

جانور یا مردہ یا کم عمر لڑکی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں۔ (درمختار ج۱، عالمگیری ج۱، ہدایہ ج۱)

دس برس کا لڑکا عورت بالغہ سے جماع کرتے تو لڑکے پر غسل نہیں۔ (درمختار ج۱)

ذکر کسی عورت یا مرد کے ناف میں داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ (بہشتی گوہر ص۲۰)

اپنی دبر میں حشفہ داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ (درمختار ج۱)

خنثیٰ مشکل کے قبل یا دبر میں حشفہ داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ (درمختار ج۱)

خنثیٰ مشکل اپنے ذکر کو کسی عورت کی فرج یا دبر میں داخل کرے تو دونوں پر

غسل نہیں۔ (فتاوی عالمگیری ج۱)

ذکر پر کپڑا لپیٹ کر قبل یا دُبر میں داخل کیا اگر لذت وحرارت نہ پائے تو غسل نہیں۔ (درمختار ج۱، ہدایہ ج۱)

کسی جانور کا ذکر فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔ (درمختار ج۱)

خنثیٰ یا میت کے ذکر کو فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔ (درمختار ج۱)

بے شہوت کے لڑکے کے ذکر بنا کر داخل کرے تو غسل واجب نہیں۔ (درمختار ج۱)

لکڑی کا یا کسی چیز کا ذکر بنا کر داخل کرے تو غسل واجب نہیں۔ (درمختار ج۱)

باکرہ سے جماع کرے اور بکارت قائم رہے تو غسل لازم نہیں۔ (درمختار ج۱)

فرج کے باہر مجامعت کی اور منی رحم میں داخل ہوئی عورت خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ تو غسل واجب نہیں۔ (فتاوئی عالمگیر ج۱، ہدایہ ج۱)

چوپایہ کے فرج یا ران میں وطی کی اگر انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ (ہدایہ ج۱)

بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اس وقت غسل لازم ہوگا۔ (ہدایہ ج۱)

حوض میں جس جگہ نجاست گرے، اسی جگہ سے وضو جائز ہے۔ (عالمگیری ج۱)

پتلی نجاست (آدمی کا پیشاب) ہتھیلی کی گہرائی کے برابر معاف ہے۔ (درمختار ج۱)

مغلظ نجاست یعنی پاخانہ، منی، مذی بقدر ساڑھے تین ماشہ کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔ (عالمگیری ج۱، قدوری)

جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں کل کپڑا تر ہو جائے تو پاک ہے۔ (قدوری)

جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ ان کا پیشاب پینا بلا عذر جائز ہے۔

(درمختار ج۱، ہدایہ ج۱، شرح وقاریہ)

فرج کی رطوبت پاک ہے۔ جیسے رینٹ، تھوک وغیرہ۔ (ابوحنیفہ، درمختار ج۱، ہدایہ ج۱)

جس عضو پر نجاست لگی ہو وہ تین بار چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (بہشتی زیور حصہ۲، عالمگیری ج۱)

سور نجس العین نہیں۔ (ابوحنیفہ) درمختار ج۱)

شراب سے اگر شفاء کا یقین ہو تو پینا جائز ہے۔ (عالمگیری ج۴، شرح وقاریہ ص۴۶)

سور کی تجارت جائز ہے۔ (منیۃ المصلی ص۴۷)

کتا نجس العین نہیں ہے۔ (ابوحنیفہ) درمختار ج۱، عالمگیری ج۱، ہدایہ ج۱)

کتے کی تجارت جائز ہے۔ (ہدایہ ج۱)

کتے کی کھال کا ڈھول اور جائے نماز بنانا جائز ہے۔ (درمختار ج۱، ہدایہ ج۱)

سور کی کھال بھی دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (منیہ ص۴۷)

آدمی کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ (درمختار ج۱، ہدایہ۱، شرح وقاریہ)

کتے اور ہاتھی کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ (درمختار ج۱)

سوا سور کے حرام جانوروں پر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا تو اس کے کل اجزا چربی اور گوشت پاک ہے۔ (ہدایہ ج۴ منیہ)

کیچڑ سے تیمم جائز ہے۔ (عالمگیری۔ ہدایہ)

کتے یا سور کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمم جائز ہے۔ (ابوحنیفہ) ہدایہ ج۱)

نماز جنازہ وعید کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔ اگر چہ پانی موجود ہو۔ (درمختار ج۱)

سلام کے وقت قصداً حدث کرے (پاد مارے) تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار ج۱، ہدایہ ج۱)

پیشاب کی جگہ یا دبر پر نجاست لگی ہو جو بکثرت ہو تو نماز جائز ہے۔(درمختار ج۱)

نمازی جنبی آدمی یا کتا منہ بندھا لیکر نماز پڑھے تو جائز ہے۔(درمختار ج۱)

کتے یا بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔(درمختار ج۱، ہدایہ۱)

مرد نماز پڑھ رہا ہے اور عورت نے بوسہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ ہاں اگر مرد نے نمازی عورت کا بوسہ لے لیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائیگی۔(درمختار ج۱، عالمگیری ج۱)

جس عورت کو مرد طلاق رجعی دے چکا ہو اگر نماز میں اسکی فرج دیکھے تو نماز فاسد نہیں۔(عالمگیری ج۱)

نماز میں ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک رکن کے بعد ایک ایک جوں مارے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔(منیۃ المصلی)

مستحق امامت کا وہ ہے جس کی بیوی زیادہ اچھی ہو۔(درمختار ج۱)

قبل فجر عمداً جماع کیا پھر فجر ہوتے ہی نکال لیا بعد اس کے منی نکلی تو روزہ فاسد نہیں۔(درمختار ج۱)

روزہ میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں۔(درمختار ج۱)

چوپایہ کی فرج یا مردے سے جماع کرے اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں۔

(درمختار ج۱، ہدایہ۱، ن)

مردہ عورت سے وطی کی چھوٹی لڑکی سے یا بہیمہ سے وطی کی یا ران یا پیٹ میں وطی کی یا بوسہ لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔(درمختار ج۱)

منی اپنے ہاتھ سے نکالے یا عورت کے ہاتھ سے یا عورت ومرد باہم ننگے ہو کر شرم گاہیں ملادیں اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔(درمختار ج۱)

عورتیں چپٹی لڑاویں اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں۔(عالمگیری ج۱، ہدایہ ج۱)

جو روزے میں زنا کے ڈر سے جلق لگائے اور منی نکال دے تو امید ثواب ہے۔

(ہدایہ ج۱)

اعتکاف میں سوا فرج کے وطی کرے۔ اگر انزال نہ ہو تو اعتکاف باطل نہیں۔

(شرح وقایہ)

یہ تو ہم نے تھوڑے سے مسائل نمونہ از خر وارے نقل کئے ہیں ورنہ فقہ کی پوری کتابیں اسی قسم کی فضولیات گندگیوں اور قیاس آرائیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ان تمام کے ہوتے ہوئے بھی حقانی صاحب کا یہ دعویٰ کرنا کہ فقہ قرآن وحدیث سے ترتیب دی ہوئی ہے سراسر جھوٹ اور فریب نہیں تو کیا ہے۔ حقانی صاحب ذرا ان مسائل کا جو فقہ کی کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں ثبوت تو دیں کہ کون سی آیت اور کون سی حدیث سے یہ مسائل اخذ کئے گئے۔

آگے حقانی صاحب لکھتے ہیں: ''مسلک اہلحدیث والے صاحبان آج بھی فقہ حنفی کے محتاج ہیں۔ جب کوئی مسئلہ در پیش آتا ہے اورقرآن وحدیث میں ان کو جواب نہیں ملتا تو حنفی یا شافعی مسلک ہی کا سہارا لیتے ہیں''

جواب: یہاں بھی حقانی صاحب نے اپنے احباب کو سراسر دھوکا دیتے ہوئے ابلیس کی چال سے کام لیا ہے۔ اور ایک زبردست غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے وہ یہ کہ نعوذباللہ اللہ کے رسول ﷺ اسلام کو ناقص ونامکمل چھوڑ گئے۔ جس کو امام ابوحنیفہ اور حنفی مولویوں نے کامل کیا اور اس کے نقص کو دور کیا نعوذباللہ، نعوذباللہ، من الخرافات الشیطانیہ السلام میں بچے کے پیدا ہونے سے لیکر جوانی بڑھاپا اور پوری زندگی حتیٰ کہ آخری لمحات قبر میں دفن ہونے تک کے تمام مسائل قرآن وحدیث میں بتا دیئے ہیں۔ انسانی زندگی کے سارے حالات آپؐ کے سامنے آچکے تھے۔ قرآن تو ایک دن میں بھی نازل ہوسکتا تھا لیکن ۲۳ سال میں

جوتھوڑا تھوڑا نازل ہوا اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ زندگی کے تمام مسائل سامنے آجائیں اور ایک ایک پر خود رسول اللہ ﷺ لوگوں کو عمل کر کے دکھا دیں۔ اور لوگ بھی عمل میں پختہ ہو جائیں شریعت کو اچھی طرح سمجھ جائیں۔ اور جب دین کامل و مکمل ہو گیا تو اعلان کر دیا گیا۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

"کہ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دستور حیات کے پسند کیا"

(سورہ مائدہ: آیت ۳)

الحمدللہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں دین اسلام اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کی زندگی ہی میں کامل و مکمل کر دیا تھا اور وہ دین کامل اہل حدیث کے پاس موجود ہے قرآن کی شکل میں پھر اہلِ حدیث کو کیا پڑی کہ اتنے کامل و مکمل پاک مصفیٰ دین و شریعت کو چھوڑ کر حنفیوں کی زٹلیات میں اپنا سر کھپائے۔ اس چوں چوں کے مربہ کو کھنگالے اور اس کوک شاستر کی ورق گردانی میں اپنا وقت برباد کر کے ہمیں قطعاً کسی مسئلہ میں حنفی فقہ کا سہارا لینے کی کوئی ضرورت پیش نہیں آتی۔ یہ بدقسمتی حنفیوں کو اور حقانی کو مبارک ہو کہ اسلام جیسا کامل و مکمل دین ان کو کافی نہیں بلکہ اس کو ناقص سمجھ کر مذہب حنفی کے نام سے ایک نیا دین انہوں نے جاری کیا ہے۔ جو باقاعدہ اسلام سے علیحدہ ایک پوری شریعت ہے۔

آگے حقانی صاحب لکھتے ہیں۔" ان مسلک اہل حدیث والے صاحبوں کو سمجھانے کے لئے ہم نے ایک کتاب لکھی جس کا نام" جماعت اہل حدیث کا ائمہ

اربعہ سے اختلاف' اس کتاب کے چھپنے کے بعد اہل حدیث صاحبوں کو تشفی نہیں ہوئی۔ بلکہ کچھ محترم ناراض ہو گئے۔ کتاب کو قبول کرنے کی بجائے کتاب کا جواب دینے کی فکر میں رہے۔ اور جواب دیا۔ کتابی شکل میں بھی دیا اور تحریری شکل میں بھی جواب دیتے رہے۔ حالانکہ ان محترموں سے جواب نہیں بنا۔ لیکن انَ کو اطمینان ہو گیا کہ ہم نے حقانی صاحب کی کتاب کا جواب دے دیا۔ ہم کو بھی احساس ہوا کہ ان محترم اہل حدیث صاحبوں کو پہلے والی کتاب سے اطمینان نہیں ہوا۔ لہٰذا ایک کتاب اور لکھی جائے"

جواب: حقانی صاحب کے طرز تکلم پر حیرت ہوتی ہے اور اس حماقت پر ہنسی آتی ہے۔ کہ ایک جاہل اہل علم کو سمجھانے بیٹھا ہے۔ چونکہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ہر مقلد جاہل ہوتا ہے۔ اس قاعدے کے مطابق سارے حنفی مولوی جاہل ہوتے ہیں۔ تو غالبًا وہی مفہوم حقانی نے اہل حدیث حضرات کے لئے بھی سمجھ لیا ہے۔ جیسے تبلیغی جماعت کے انگوٹھا ٹیک۔ان کے علماء کو سمجھانے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ادھر ادھر موضوع من گھڑت جھوٹے سچے قصے اور بے سرو پا کرامتوں کے واقعات سنا کر حنفی مولویوں کو بے وقوف بناتے ہیں۔

حقانی صاحب آپ سمجھ لیں اہل حدیث جماعت اس وقت سے چلی آرہی ہے جب آپ کے حنفی مذہب کے بانی اور رب امام ابو حنیفہ عدم سے وجود میں بھی نہ آئے تھے۔ آج چودہ سو سال کے بعد آپ ایک فقیر کا معمولی فضلہ اور کھچڑی کھا کر اہل حدیث کو سمجھانے بیٹھے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کسی اور فقیر کا ذرا اور اچھا فضلہ کھالیں زیادہ سا تو انبیاء کرامؑ کو گمراہ بتانے لگیں اور ان کی غلطیاں بتانے کو قلم تھام

لیں۔ اور یہ تبلیغئے تو کہہ ہی دیا کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت جی نے نبیوں سے بھی بڑا کام کیا ہے۔نعوذ باللہ،نعوذ باللہ۔

آج آپ پاگل پن میں یا پیٹ کے دھندے کی خاطر اس جماعت حقہ کو سمجھانے بیٹھے ہیں۔ جو ہمیشہ علمائے احناف کی اصلاح کرتی آئی ہے۔انہیں سمجھاتی آئی ہے۔الحمدللہ ہمارے یہاں علمائے حق کی ایک بڑی جماعت موجود ہے جو کسی بھی شیطان کے اسلام پر حملہ یا جماعت اہل حدیث پر حملہ کا جواب دینے کی طاقت رکھتی ہے حقانی صاحب یاد رکھئے اوپر کا تھوکا ہمیشہ منہ پر آتا ہے۔آپ اہل حدیث کو کیا سمجھائیں گے۔خود شرک میں بتلا ہیں۔تقلید میں بتلا ہیں بدعت میں بتلا ہیں۔ شخصیت پرستی میں بتلا ہیں۔قرآن کو تم نہیں مانتے۔حدیث کو تم نہیں مانتے۔صحابہؓ کی تم توہین کرتے ہو۔ اماموں کو تم نبی سے آگے بڑھاتے ہو۔اپنے امام کے قول کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا فرمان تم ٹھکرادیتے ہو۔ دین بیچ کر اپنا پیٹ تم پالتے ہو۔ تقریروں پر اجرت تم لیتے ہو۔ ان تمام امراض اور گندگیوں کے باوجود تمہاری یہ جرأت کہ محدثین کی پاک جماعت کو گمراہ قرار دو۔ جماعت حقہ اہل حدیث کو خلفائے راشدین کا مخالف کہو۔ پہلے اپنے گریباں میں تو نظر ڈالو پہلے اپنی تو اصلاح کرلو۔ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر مضبوط و مستحکم قلعوں پر سنگ باری کرنا عقلمندی نہیں پاگل پن ہے۔ یہ تمہارا ہی مذہب تو ہے۔جس میں اگر کوئی اپنی ماں سے اپنا نکاح کرے تو کوئی سزا نہیں۔ اپنی سگی بہن سے نکاح کرے تو کوئی سزا نہیں۔سگی بیٹی سے نکاح کرے تو کوئی سزا نہیں۔ یہ تمہارا ہی مذہب ہے جو شراب کو حلال کہتا ہے۔ یہ تمہارے ہی تو امام تھے جو شراب کشید کیا کرتے تھے اور اس کی تجارت کرتے تھے۔ یہ تمہارا ہی مذہب تو ہے جس میں سود لینا دینا حلال ہے۔ یہ طوائفوں کے بازار حنفی

مذہب نے ہی تو کھلوا رکھے ہیں۔ یہ ساری طوائفیں اپنے آپ کو حنفی سنی مذہب بتاتی ہیں کیونکہ حنفی مذہب میں اجرت دیکر زنا کرنا جائز ہے۔ اور طوائف کی کمائی حلال ہے۔یہ تمہارا ہی مذہب تو ہے جس میں لوگ زندگی بھر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے کہ سال سے پہلے خاوند نے سارا مال بیوی کے نام ہبہ کر دیا اور پھر دوسرا سال ختم ہونے سے پہلے بیوی نے سارا مال خاوند کے نام ہبہ کردیا۔تمہارے امام ایسا ہی تو کرتے تھے کہ حولان حول نہ ہونے پائے کہ ادائے زکوٰۃ کی شرط ہے۔ یہ تمہارا ہی مذہب تو ہے جس میں کوئی حسین عورت دیکھ کر یا اغواء کر کے عدالت میں پیش کر دو کہ یہ میری عورت ہے اور دو جھوٹے گواہ گزار دو قاضی کو دے دلا کر فیصلہ اپنے حق میں کرا لو۔ پس عورت تمہاری ہوگئی۔ خوب داد عیش دو۔ یہ تمہارا مذہب تو ہے جس میں حکم ہے امام صاحب کا آلہ تناسل ناپو جس کا ذکر سب سے چھوٹا ہو اس کو امام بنایا جائے اور بیویوں میں مقابلہ حسن کرایا جائے جس کی بیوی سب سے خوب صورت ہو اس کو امام بنایا جائے۔ یہ تمام گندگیاں حقانی صاحب تمہارے حنفی مذہب کو مبارک۔ مذہب اسلام و جماعت حقہ اہل حدیث ان بیہودہ خرافات اور گندگیوں سے الحمد للہ پاک ہے۔ یہ فخر اہل حدیث ہی کو حاصل ہے۔ کہ ان تمام گندگیوں سے آگاہ کررہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں کہ یہ تمہارا مذہب سراسر قرآن اورحدیث کیخلاف ہے۔ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ان تمام گندگیوں کو چھوڑ دو۔ فقہ کی گندی کتابوں کو چھوڑ دو۔ قرآن وحدیث کو اپنا حرز جان بنالو۔ اسی میں نجات ہے اور یہی صحیح راستہ ہے۔

آگے حقانی صاحب لکھتے ہیں کہ: " اس کتاب کو دیکھ کر یا پڑھ کر کوئی اہل حدیث صاحبان یہ نہ سمجھیں کہ ہم مسلک اہل حدیث سے بغض یا کینہ رکھتے ہیں۔ الحمدللہ ہم کو کسی مسلک سے عداوت نہیں ہے۔ مسلک اہل حدیث سے اب

اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہیں یہ ساری باتیں امام نعمان بن ثابت کی بیٹی حنیفہ کی طرف منسوب حنفیوں کے اندر تو نہیں ہیں۔ ان احادیث کے آئینے میں حقانی صاحب اپنا چہرہ غور سے دیکھیں ہمیں تو یہ ساری چیزیں آپ کے چہرے میں نظر آ رہی ہیں۔ بقول شاعر

رات میں نے خواب میں دیکھا شیطان کی صورت جناب کی سی تھی

قربان جایئے پیارے رسولؐ پر آپؐ نے مستقبل میں پیش آنے والے حالات کا نقشہ کتنا صحیح کھینچا تھا اہل حق اللہ اور اس کے رسولؐ کی تمام باتوں پر مکمل ایمان ویقین رکھتے ہیں لیکن حنیفہ کے پرستار لوگوں کو قرآن وحدیث کی طرف نہیں بلاتے بلکہ اپنے اماموں اور بزرگوں کے اقوال کی طرف بلاتے ہیں۔ اور ان کا عمل بھی قرآن وحدیث پر نہیں ہے۔ بلکہ اپنے اماموں اور بزرگوں کے اقوال پر ہی ہے وہی ان کا مذہب ہے حنفیہ امام کے پیچھے جہر سے آمین کہنے پر چڑتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے ایسے لوگوں کو ایک بار نہیں بلکہ بیک زبان تین بار اس امت کے یہودی قرار دیا۔ اور یہودی وہ قوم ہے جو اسلام کی دشمن، انبیاء کی دشمن اور قرآن وحدیث کی دشمن ہے۔ یہ حنفی اس سانچے میں صحیح فٹ ہوتے ہیں ان کو حدیث رسولؐ سے چڑ ہے۔ قرآن سے دشمنی ہے محمدی نام سے چڑ ہے۔ حنفی نام سے محبت ہے۔ جو امام ابو حنیفہ کی بیٹی حنیفہ کی طرف نسبت ہے۔ اور یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ امام ابو حنیفہ اہل حدیث تھے۔ ان کی طرف نسبت ہونے سے اللہ نے بچا لیا۔ نسبت کو ان کی بیٹی کی طرف پھیر دیا۔ جس پر یہ لوگ نازاں ہیں۔ ابو حنیفہ کی طرف نسبت ہوتی تو ابو حنفی کہلاتے لیکن یہ بیٹی کی طرف منسوب حنفی کہلاتے ہیں۔

آگے حقانی صاحب لکھتے ہیں: ’’یہ مسلک اہل حدیث والے صاحبان قرآن

کریم کی آیتوں کو بھی نہیں مانتے اور حدیثوں کو بھی نہیں مانتے اور اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں‘‘۔

جواب: حقانی صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ ذرا ایک آیت اور ایک صحیح حدیث تو پیش کریں۔ جسے اہل حدیث نہ مانتے ہوں۔ اہل حدیث کا معنی ہی قرآن وحدیث کا ماننے والا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اہلحدیث ہو اور قرآن وحدیث کو نہ مانے۔ اہل حدیث کا تو دعویٰ ہی یہ ہے کہ قرآن وحدیث کو مانتے ہیں کوئی بتائے تو کہ ہم کون سی آیت اور کون سی صحیح حدیث کو نہیں مانتے قرآن وحدیث کے سامنے ہر اہل حدیث کا سر جھکا ہوا ہے اور جھکا رہے گا۔

یہ تو حنفی یہودیوں کی فطرت ہے جو قرآن کی آیتوں میں تحریف کرتے ہیں۔ اضافہ کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں۔ حنفی مذہب کے مشہور سیرت نگار مولانا شبلی نعمانی نے امام ابو حنیفہ کی جب سیرت لکھی تو جوش عقیدت میں اتنے اندھے ہو گئے کہ قرآن کریم کی ایک آیت ہی گھڑ ڈالی۔ سیرت النعمان کے پہلے ایڈیشن میں انہوں نے یہ آیت لکھی ہے۔

﴿من یو من باللہ فیعمل صالحا﴾

ان الفاظ میں کوئی آیت قرآن کریم میں نہیں ہے۔ اپنی طرف سے گھڑ کر لکھی ہے۔ یہ یہودیت نہیں تو اور کیا ہے۔

اس کے علاوہ ہم یہاں ان حدیثوں کی ایک فہرست پیش کرتے ہیں جن کو حنفیہ نہیں مانتے اور کھلم کھلا انکار کرتے ہیں۔

۱- حنفیہ قرآن کی آیت ذیل کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ تین دن سے کم سفر

میں مسافر روزہ افطار نہیں کرسکتا۔ نہ نماز قصر کرسکتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں ہے:

﴿فمن کان منکم مریضاً اوعلی سفر فعدۃ من ایام اخر﴾

''یعنی تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو اس کو یہ گنتی دوسرے دنوں میں پورا کر دینا ہے''۔

قرآن نے تین دن کی کوئی قید نہیں لگائی۔ اللہ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی کوئی قید نہیں لگائی حنفیہ اگر اسلام پر عمل پیرا ہوتے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کو مانتے تو بلا چون وچرا اس حکم کو مان لیتے اور اس حکم کے آگے سر جھکا دیتے لیکن چونکہ ان کا مذہب حنفی ہے۔ ان کا رب ابو حنیفہ ہے ان کے نبی علمائے احناف ہیں یہ صرف انہی کا حکم مانیں گے اللہ ورسولؐ کا حکم نہیں مانیں گے۔

تعدیل ارکان:

حنفی مذہب تعدیل ارکان کی حدیثوں کو بھی نہیں مانتا۔ حدیث میں صاف صاف ہے کہ نماز کے ہر ہر رکن میں اطمینان واجب ہے۔ نماز کی صحت اور نماز کا ہونا اسی پر موقوف ہے۔ اب اس سلسلہ کی احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی۔ نماز ختم کرکے وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جاؤ پھر سے نماز پڑھو۔ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور پھر ویسی ہی نماز پڑھی۔ اور پھر حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ پھر آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جاؤ پھر نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی جب تیسری بار آپؐ نے پھر یہی

فرمایا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے سکھا دیجئے کہ میں کس طرح نماز پڑھا کروں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پہلے اچھی طرح کامل وضو کرو۔ پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو۔ پھر قرآن مجید میں سے جو تمہیں یاد ہو پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور اطمینان سے رکوع کرو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ یہاں تک اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو پھر دوسرے سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر دوسری رکعت کے لئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اسی طرح سے ہر رکعت اور ہر نماز میں کرو۔

(حوالہ بخاری شریف: مطبوعہ دیوبند ص۲۱۲ حدیث۷۴۴ ومسلم شریف)

حضرت ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے تھے تو وہ نماز پڑھ کر بتاتے تھے پس جس وقت وہ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ یقیناً یہ سجدہ میں جانا بھول گئے۔

(حوالہ بخاری شریف: مطبوعہ دیوبند ص۲۱۳ حدیث۷۵۰ ومسلم شریف)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا رکوع اور آپؐ کے سجدے اور جبکہ آپؐ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے اور دونوں سجدوں کے درمیانی نشست برابری کے قریب ہوتی تھی۔

(حوالہ بخاری شریف: مطبوعہ دیوبند ص۲۱۳ حدیث۷۵۰ ومسلم شریف)

ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرثؓ ہمیں نماز کے علاوہ یہ دکھایا کرتے تھے کہ نبی ﷺ کی نماز اس طرح ہوتی تھی پس وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پورا قیام کیا اور اس کے بعد رکوع کیا اور پورا رکوع کیا اس کے بعد سر اٹھایا اور تھوڑی دیر

سیدھے کھڑے رہے۔ ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرثؓ نے ہمیں ہمارے اس شیخ یعنی ابو یزید کے مثل نماز پڑھائی اور ابو یزید جب اپنا سر دوسرے سجدے سے اٹھاتے تو سیدھے بیٹھ جاتے تھے اس کے بعد کھڑے ہوتے تھے۔

(حوالہ بخاری شریف: مطبوعہ دیوبند ص۲۱۳ حدیث۷۵۲ ومسلم شریف)

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں اس بات میں کمی نہ کروں گا کہ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جیسی کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ثابت کہتے ہیں کہ انس بن مالک ایک ایسی بات کرتے تھے کہ میں نے تم لوگوں کو وہ عمل کرتے نہیں دیکھا وہ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ وہ سجدہ کرنا بھول گئے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ وہ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے۔

(حوالہ بخاری شریف: مطبوعہ دیوبند ص۲۱۸ حدیث۷۹ ۶ ومسلم شریف" صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۶۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کے پیچھے اتنی مختصر نماز نہیں پڑھی جتنی مختصر اور پھر پوری نماز رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔ آپؐ کی نماز قریب قریب برابر ہوتی تھی (یعنی ہر ایک رکن قیام، رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہوتے تھے) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز بھی ایسی ہی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو انہوں نے فجر کی نماز کو لمبا کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم لوگ کہنے لگتے کہ آپؐ بھول گئے پھر سجدہ میں جاتے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں اتنی دیر تک بیٹھتے کہ ہم کہتے آپؐ بھول گئے۔

(حوالہ بخاری شریف: مطبوعہ دیوبند جلد دوم ص۶۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانچا تو معلوم ہوگیا کہ آپؐ کا قیام، رکوع، رکوع سے کھڑا ہونا، سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ، دوسرا سجدہ اور سجدے اور سلام کے بیچ کا جلسہ

(حوالہ بخاری شریف: مطبوعہ دیوبند جلد دوم ص۶۱)

ناظرین دیکھا آپ نے سکون اور اطمینان سے نماز پڑھنے کی تاکید میں کتنی حدیثیں آئی ہیں۔ اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں لیکن ہم نے یہاں بخاری ومسلم کی چند حدیثیں نقل کی ہیں۔ آپؐ کا صاف صاف حکم موجود ہے کہ ایسی نماز ہی نہیں ہوتی جو اطمینان کے ساتھ نہ پڑھی جائے۔ لیکن حنفیہ ان تمام احادیثِ رسولؐ اور سنن رسولؐ کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد سیدھا اطمینان کے ساتھ کھڑا ہونا اور اس وقت دعا پڑھنا ضروری نہیں۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ میں اطمینان سے نبی اکرم ﷺ کی طرح بیٹھنا ضروری نہیں۔ ناظرین، نماز کو اطمینان سے پڑھنے اور تمام ارکان کو یکساں طور پر ادا کرنے کا حکم اسلام کا ہے۔ اسلام کے نبیؐ کا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے مذہب اسلام سے ہٹ کر اپنا ایک الگ مذہب، مذہب حنفی کے نام سے بنا رکھا ہے جنہوں نے اپنا رب ابوحنیفہ کو بنا لیا ہے جنہوں نے علماء احناف کو اپنا نبی بنالیا ہے۔ وہ اسلام کے پیغمبر کے حکم کو کیسے مان سکتے ہیں جبکہ ان کی شریعت ہی جدا ہے۔

حنفیہ سجدے کی حدیثوں کو بھی نہیں مانتے:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سات ہڈیوں پر

حنفیہ جلسہ استراحت کی
حدیثوں کو بھی نہیں مانتے

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مالک بن حویرث لیثی نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو جب آپؐ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تھے تو جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے تھے کھڑے نہ ہوتے تھے۔

حوالہ:(بخاری شریف مطبوعہ دیوبند جلد اول ص۲۱۸ حدیث ۱۷۷)

حضرت ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوسلیمان مالک بن حویرث ہماری مسجد میں تشریف لائے اورفرمایا۔ میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں رسول اللہ ﷺ کو میں نے کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے تو فرمایا کہ آپؐ جب پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔

(حوالہ: سنن نسائی مطبوعہ لاہور ص۳۵۵)

مالک بن حویرث بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز ادا فرماتے دیکھا جب آپؐ ایک یا تین رکعتیں پڑھ لیتے تو جب تک سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جاتے نہ اٹھتے۔

(حوالہ سنن نسائی ص۳۵۶)

حضرت ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن حویرث ہمارے پاس تشریف لائے اور فرماتے تھے کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ سکھاؤں پھر آپ بے وقت نفل نماز ادا فرماتے جب دوسرا سجدہ فرما کر سر اٹھاتے تو پہلی رکعت میں پہلے سیدھے بیٹھ جاتے پھر زمین پر سہارا لگا کر اٹھتے۔ (حوالہ: سنن نسائی ص۳۵۶)

حنفیہ اور حقانی ان تمام حدیثوں کو نہیں مانتے۔ رسول اکرم ﷺ کا پہلی اور تیسری رکعت سے اٹھنے کا طریقہ یہی تھا کہ سجدہ سے سر اٹھا کر سیدھے بیٹھ جاتے پھر زمین پر سہارا لگا کر اٹھتے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم لوگ نماز اسی طرح پڑھا کرو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ لیکن نہ ان حدیثوں کو حنفیہ مانتے ہیں اور نہ اس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ حنفیہ اگر مذہب اسلام کو مانتے اور حضرت محمد ﷺ کو اپنا رسول مانتے تو وہ بھی اسی طرح نماز پڑھتے لیکن چونکہ انکا مذہب حنفی ان کا رب ابو حنیفہ اور ان کے نبی علمائے احناف ہیں اس لیے یہ ان کی بتائی ہوئی نماز پڑھتے ہیں۔ نبیؐ کی بتائی ہوئی نماز نہیں پڑھتے۔

احادیث تورک کو حنفیہ نہیں مانتے:

بخاری شریف میں محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے چند اصحاب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو ہم لوگوں نے نبی ﷺ کی نماز کا ذکر کیا۔ ابوحمید ساعدیؓ بولے کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپؐ نے تکبیر تحریمہ پڑھی تو آپؐ نے دونوں ہاتھ اپنے شانوں کی بلندی تک اٹھائے اور جب آپؐ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جما لئے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیا۔ اور جس وقت آپؐ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر چلی گئی اور جب آپؐ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ اپنے زمین پر رکھ دیئے۔ نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے۔ اور نہ سمیٹے ہوئے تھے۔ اور اپنے پیر پر بیٹھے اور داہنے پیر کو آپ نے کھڑا کر لیا۔ پھر جب آخری رکعت میں بیٹھے تو آپؐ نے اپنے بائیں پیر کو آگے کر دیا اور دوسرے پیر کو کھڑا کر لیا اور اپنی نشست گاہ کے بل بیٹھے۔ (حوالہ: بخاری شریف مطبوعہ دیوبند جلد اول ص۲۱۹ حدیث ۷۷۶)

امام نسائیؒ نے اپنی سنن میں باب باندھا ہے کہ آخری جلوس میں کیسے بیٹھنا چاہیے۔ اس میں روایت لائے حضرت ابو حمید ساعدی کی کہ آنحضور ﷺ آخری دو رکعتوں میں جن میں نماز ختم ہوتی ہے۔ اس طرح بیٹھتے کہ آپ اپنا بایاں پاؤں دائیں طرف نکال دیتے اور اپنی ایک طرف بوجھ دیکر تشریف فرما ہوتے بعد ازاں سلام پھیرتے۔ (حوالہ: نسائی شریف مطبوعہ لاہور جلد اول ص۳۸۶)

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں اسی مضمون کی پانچ حدیثیں لائے ہیں۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں کہ جب اس سجدے سے سر اٹھاتے جس کے بعد سلام ہے تو بایاں پاؤں ایک طرف نکال دیتے اور سرین پر بیٹھتے۔

اور تیسری میں یہ الفاظ ہیں کہ جب آپ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے تو بائیں قدم کے تلوے پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کیا جب چوتھی رکعت پڑھکر بیٹھے تو اپنی بائیں سرین کو زمین سے لگایا اور دونوں پاؤں کو ایک طرف نکال دیا۔

(حوالہ: ابوداؤد مطبوعہ دہلی ص۳۶۸ حدیث نمبر ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲)

ناظرین دیکھا آپ نے آنحضور ﷺ نماز کے آخری قعدہ میں کس طرح بیٹھتے تھے۔ چونکہ یہ قعدہ لمبا ہوتا ہے بہت سی دعائیں پڑھی جاتی ہیں سلام پھیرنے کے بعد بھی اسی حالت میں بیٹھے ہوئے دیر تک دعا واذکار میں مشغول رہا جاسکتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے یہ آرام دہ طریقہ ہم کو بتایا۔ اس کے برعکس حنفیوں کا پیر بچھا کر پیر کے اوپر بیٹھنے کا طریقہ نہایت تکلیف دہ ہے۔ اسی لئے حنفیہ سلام کے بعد کچھ ذکر اذکار نہیں کرتے اور ان تمام حدیثوں کو نہیں مانتے۔ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اس طریق پر نماز نہیں پڑھتے۔ کیونکہ ان کا مذہب اسلام نہیں حنفی ہے ان کا رب اللہ نہیں ابو حنیفہ ہے ان کے نبی حضرت محمد ﷺ نہیں بلکہ علمائے احناف ہیں۔ وہ اگر حکم

دیتے تو یہ لوگ ضرور اس طریقہ پر نماز پڑھتے۔ نہ ان کے رب نے اس طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ نہ ان کے نبیوں نے اس طرح نماز پڑھی ہے پھر حنفیہ کیوں کر پڑھ سکتے ہیں۔ اور حقانی کیوں پڑھیں گے۔

احادیث سورہ فاتحہ کو بھی حنفیہ نہیں مانتے:

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی کوئی بھی نماز نہیں ہوتی۔

(حوالہ: مسلم شریف ج۲ص۱۳مطبوعہ دیوبند، بخاری شریف مطبوعہ دیوبندج۱ص۳۰۵ ح۷۰۵)

مسلم شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی یہ جملہ آپؐ نے تین بار ارشاد فرمایا لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ ابو ہریرہ نے جواب دیا اس وقت تم لوگ آہستہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ الخ (حوالہ: مسلم شریف مطبوع دیوبند ج۲ص۱۳)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے فجر کی رسول اللہ ﷺ نے قرأت کی لیکن آپؐ پر شاق ہوا پڑھنا قرآن کا جب نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تم پڑھا کرتے ہو اپنے امام کے پیچھے ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کچھ نہ پڑھا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے کیونکہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔

(حوالہ: ابوداؤد شریف ج۱ص۳۲۲)

نافع بن محمود بن ربیع سے روایت ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے دیر کی فجر کی نماز کے واسطے نکلنے میں تو ابو نعیم موذن نے تکبیر کہہ کر نماز پڑھانا شروع کی اتنے

حتیٰ لقی اللہ: آپؐ کی نماز ہمیشہ اسی طرح رہی یہاں تک کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

رفع یدین کی حدیث متواتر ہے۔ امام بخاری نے جزء رفع یدین میں ذکر کیا ہے کہ رفع کی حدیث سترہ صحابہ نے روایت کی ہے۔ حاکم اور ابن مندہ نے ذکر کیا کہ رفع یدین کے روایت کرنے والے لوگوں میں عشرہ مبشرہ ہیں۔اور ہمارے شیخ ابوالفضل محدث نے ذکر کیا کہ انہوں نے رفع یدین کے راویوں کو ڈھونڈا تو پچاس صحابی اسکے راوی ٹھہرے۔

جزء سبکی میں علامہ سبکیؒ نے اور امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں، امام ترمذی نے اپنی ترمذی میں شاہ اسماعیل شہید نے تنویر العینین میں اور التعلیق المجد میں مولانا عبدالحی حنفی نے اور امام بیہقی نے اپنی کتاب میں جو حدیثیں رفع الیدین کی بیان کی ہیں۔ ان کے روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ حسب ذیل ہیں:۔

سیدنا ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، (یعنی چاروں خلفائے راشدین) طلحہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، زبیر بن العوامؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، سعید بن زیدؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، (یعنی عشرہ مبشرہ) عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن جابرؓ، عبداللہ بن عمروؓ، حسن بن علیؓ، حسین بن علیؓ، ابی بن کعبؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، بریدہ بن خصیبؓ، براء بن عازبؓ، بریرہؓ، جابر بن عبداللہؓ، حکم بن عمرؓ، زیدبن ثابتؓ، زیاد بن حارثؓ، سہل بن سعد ساعدیؓ، سلیمان بن یسارؓ، سلمان فارسیؓ، عمر قریشیؓ، عدی بن عجلانؓ، ام المومنین عائشہ صدیقہؓ، عمرو بن عاصؓ، عمار بن یاسرؓ، عقبہ بن عامرؓ، مالک بن حویرثؓ، معاذ بن جبلؓ، محمد بن مسلمہؓ، ابواسیدؓ، انس بن مالکؓ، وائل بن حجرؓ، ابودرداءؓ، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

یہ ہیں وہ نفوس قدسیہ جن سے رفع الیدین کرنیکی حدیثیں صحیح اور معروف طریقے سے روایت کی گئی ہیں۔ اور ان کی روایتیں مذکورہ بالا کتابوں میں محفوظ ہیں اور اس پرعمل کرنے والے سبھی صحابہ کرام تھے۔ رفع یدین سے انکار صحیح روایت کے مطابق کسی صحابی نے نہیں کیا۔ رفع الیدین نہ کرنا رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔

لیکن افسوس کہ ان تمام احادیث کو جناب حقانی صاحب اور حنفیہ نہیں مانتے یہی نہیں بلکہ اس سنت رسولؐ کو سنت صحابہ کو خلفائے راشدین عشرہ مبشرہ اور صحابہ کرام کے اس عمل اور فعل کو حقانی صاحب اور احناف حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس پرعمل کرنے والے کا مذاق و تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور اس سنت رسولؐ کی تحقیر کرتے ہیں۔ اگر ان کے رب ابو حنیفہ کا حکم عمل ہوتا یا ان کے انبیاء میں سے کسی حنفی کا عمل ہوتا تو یہ لوگ بڑی خوشی سے اور بڑی محنت سے اس کو کرتے۔ سر آنکھیں اس کے سامنے بچھا دیتے اور کہتے آمنّا وصدّقنا۔ کیونکہ ان کا مذہب حنفی ہے۔ یہ مذہب اسلام اور اسلام کے نبی کی باتوں کو کیوں ماننے لگے۔

یہ وہ امت ہے کہ فرمان نبیؐ سنکر کہے میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث

احادیث آمین بالجہر کو حنفی نہیں مانتے:

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ولا الضالین کے بعد بالجہر آمین کہا کرتے تھے جس سے مسجد میں گونج پیدا ہو جاتی تھی۔ بخاری شریف میں ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے اور ان لوگوں نے جو ان کے پیچھے تھے بلند آواز سے آمین کہی یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھی۔

(حوالہ: بخاری شریف، مطبوعہ دیو بند ج ۱ ص ۲۱۰ حدیث ۷۳۰)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے مل جائے گی اس کے گناہ جو پہلے ہو چکے بخش دیئے جائیں گے۔

(حوالہ: مسلم شریف مطبوعہ دیوبند ج۲ص۲۵، بخاری شریف مطبوعہ دیوبند ج۱ص۲۱۰ حدیث۷۳۱)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ...... رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے اس کے بعد آمین کہتے بلند آواز سے۔(حوالہ: ابوداؤدشریف ج۱ص۳۶۰ حدیث۹۲۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں عنقریب ایسے لوگ ہوں گے۔ جو لوگوں کو اپنے اماموں اور درویشوں کے اقوال کی طرف بلائیں گے۔ اور ان پر (حدیث چھوڑ کر) عمل کریں گے۔ اور سنت پر عمل کرنیوالے مسلمانوں سے امام کے پیچھے پکار کر آمین کہنے پر دشمنی کریں گے۔(سنو) وہ اس امت کے یہودی ہیں، وہ اس امت کے یہودی ہیں، وہ اس امت کے یہودی ہیں۔ یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (حوالہ: طریق محمدی، ابن قطان، ابن السکن)

ناظرین یہاں صرف چند احادیث ذکر کی گئی ہیں ورنہ احادیث صحیحہ میں اس مضمون کی بہت سی روایتیں ہیں۔ بلکہ بیہقی اور ابن حبان نے حضرت عطاء سے روایت کی ہے کہ میں نے دو سو صحابہ کو پایا آمین کہتے ہوئے۔ لیکن افسوس کہ حقانی صاحب اور ان کا فرقہ حنفیہ اور ان کا مذہب حنفی ان تمام حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور اس لئے نہیں مانتے کہ رسول کا عمل ہے صحابہ کا عمل ہے تمام محدثین کا عمل ہے۔ ہاں یہ لوگ اس وقت ضرور مانتے اور عمل کرتے جب ان کا رب ابو حنیفہ انہیں حکم دیتا ان کے انبیاء احناف انہیں حکم دیتے ۔

یہ وہ امت ہے کہ فرمان نبیؐ سنکر کہے
میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث

عمامہ پر مسح کی احادیث کو حنفیہ نہیں مانتے:

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وضو کرتے وقت رسول اللہ ﷺ سر سے پگڑی نہیں اتارتے تھے بلکہ پگڑی پر ہی مسح کر لیتے تھے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن امیہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے عمامہ اور دونوں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(بخاری شریف مطبوعہ دیوبند جلد۱ص۱۰۹ح۱۹۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو مسح کیا اپنی پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر۔ حضرت بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر۔

(حوالہ: مسلم شریف مطبوعہ دیوبند ج۱ص۱۴۰سنن نسائی شریف ج۱ص۳۶)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا ان کو سردی ہو گئی۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان کو حکم کیا مسح کرنے کا عماموں اور موزوں پر۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا وضو کرتے ہوئے۔ آپ کے سر مبارک پر عمامہ قطریہ تھا (قطر ایک بستی ہے وہاں کا بنا ہوا) تو آپ نے اپنا ہاتھ عمامہ کے نیچے لیجا کر سامنے کی جانب پر مسح کیا اور عمامہ کو نہ توڑا۔ (حوالہ: ابوداؤد شریف ج۱ص۸۸ح۱۴۶،۱۴۷)

ناظرین ان تمام صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمامہ پر مسح کرنے کا حکم بھی دیا اور خود بھی عمل کر کے بتلایا لیکن اس حکمِ رسولؐ اور سنت رسولؐ کی احادیث صحیحہ کو حنفی اور حقانی نہیں مانتے کیونکہ یہ مذہب اسلام کا حکم ہے اسلام کے

نبیؐ کا حکم ہے اگر مذہب حنفی کا حکم ہوتا۔ حنفیوں کے رب ابو حنیفہ کا حکم ہوتا۔ حنفیوں کے نبی کسی حنفی عالم کا حکم ہوتا تو یہ لوگ ضرور مان لیتے۔ کیونکہ ان لوگوں کو احادیث رسولؐ سے فرامین رسولؐ سے اور سنن۔ رسولؐ سے دشمنی ہے۔ نفرت ہے، محبت ہے تو صرف ابو حنیفہ سے علمائے احناف سے اور اقوال واعمال احناف سے۔ اسلام کے رسول اور اسلام کے احکام سے انہیں کوئی محبت نہیں انہیں صاف صاف ٹھکرا دیتے ہیں ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں سچ کہا شاعر نے۔

یہ وہ امت ہے کہ فرمان نبیؐ سنکر کہے   میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث

ایک وتر کی حدیثوں کو بھی حنفیہ نہیں مانتے:

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول ﷺ نے وتر ایک بھی پڑھا ہے۔ تین بھی پانچ بھی سات بھی اور نو بھی پڑھے۔ لیکن حنفیہ صرف تین کی حدیث کو مانتے ہیں اور باقی تمام صحیح بخاری ومسلم کی حدیثوں کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ رسول ﷺ کے صرف ایک حکم اور فیصلہ کو نہ ماننے کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص کی گردن اڑا دی تھی اور اس شخص کو کافر و مرتد قرار دیا گیا تھا۔ اور اللہ نے اس معاملہ میں حضرت عمر فاروقؓ کی حمایت فرمائی تھی۔ اور صاف صاف اعلان فرمایا تھا۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (پ ۵ ع ۶)

" تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ اپنے تمام معاملات میں آپ کو حکم تسلیم نہ کر لیں پھر آپ کے

فیصلے کو بلا دلی انقباض اور بلا چون وچرا کے خوش دلی سے تسلیم نہ کریں'

جب ہم اس آیت پر غور کرتے ہیں اور حنفیہ کو اور حقانی کو اس کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو یہ سارے لوگ اس مرتد شخص کے زمرے میں نظر آتے ہیں جس کی گردن حضرت عمرؓ نے ماردی تھی۔ بلکہ یہ احناف تو اس شخص سے بھی ایک قدم آگے بڑھے نظر آتے ہیں کہ اس نے تو صرف ایک ہی فیصلے کا اور ایک ہی حکم کا ماننے سے انکار کیا تھا۔ لیکن حنفیہ تو سینکڑوں احکامات، سینکڑوں فرامین اور سینکڑوں سنتوں کو نہ ماننے کے مرتکب ہیں آج اگر حضرت عمر زندہ ہوتے تو شاید یہ لوگ اس مرتد کے انجام کو پہنچ چکے ہوتے یا اپنی اصلاح کر لیتے۔ یہ لوگ اگر درۂ فاروقی سے بچے ہوئے ہیں۔ تو ان بطش ربک لشدید سے کہاں بچ کر جا سکتے ہیں۔ حدیثیں ملاحظہ کیجئے:۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کی بابت دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا دو دو رکعتیں ہیں پھر جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ لے اس نے جو نماز پڑھی ہے اسے یہ وتر کر دیگی۔ (حوالہ: بخاری ومسلم باب الوتر)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح تک گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ دو دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے جاتے تھے۔ آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیتے۔ (حوالہ: بخاری شریف، باب الوتر، مسلم شریف باب الوتر)

صحیح مسلم شریف میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ وتر کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وتر ایک رکعت ہے آخر رات میں۔ (حوالہ: مسلم شریف باب الوتر)

ایک پڑھنا ان بزرگ صحابہ سے بھی ثابت ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ،

حضرت سعد وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوایوبؓ، حضرت معاویہ بن ابی سفیان۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

مستدرک حاکم میں فرمان رسولؐ ہے تین وتر نہ پڑھو کہ مغرب کی نماز کے مشابہ کر دو۔ پانچ وتر پڑھو یا سات پڑھو۔ ابن حبان میں بھی یہ حدیث ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جنگل کے رہنے والوں میں سے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کا حال پوچھا آپؐ نے انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی دو دو رکعتیں ہیں اور وتر کی ایک رکعت ہے اخیر رات میں۔

(حوالہ: ابوداؤد شریف باب الوتر)

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر لازم ہے ہر مسلمان پر جس کا جی چاہے پانچ رکعتیں وتر کی پڑھے جس کا جی چاہے تین رکعتیں پڑھے جس کا جی چاہے ایک رکعت پڑھے۔ (حوالہ: ابوداؤد شریف باب الوتر)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور وتر کی ایک رکعت۔ (حوالہ: نسائی شریف ج ا باب الوتر)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ رات میں گیارہ رکعتیں ادا فرماتے ان میں ایک رکعت وتر کی ہوتی۔ بعد ازاں آپؐ دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔ (حوالہ: نسائی ج ا باب الوتر)

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پانچ اور سات رکعتیں ادا فرماتے اور ان کے درمیان سلام نہ پھیرتے نہ ہی گفتگو فرماتے۔

(حوالہ: نسائی ج ا باب الوتر)

ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پانچ رکعتیں

ادا فرماتے اور صرف آخر میں ہی بیٹھتے۔ (حوالہ: نسائی شریف ج ا باب الوتر)

ناظرین یہ اور ان کے علاوہ بے شمار حدیثیں اس عنوان پر حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں جس سے ثابت ہے کہ آپؐ نے وتر نو بھی پڑھے ہیں سات بھی پانچ بھی اور ایک بھی۔ لیکن تعجب ہے کہ حنفیہ ان تمام صحیح حدیثوں کو نہیں مانتے۔ آخر سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں مانتے؟ صرف اس لئے نہیں مانتے کہ ان کے رب ابوحنیفہ نے اس کا حکم نہیں دیا۔ اس لئے نہیں مانتے کہ ان کے نبیوں علمائے احناف نے ان پر عمل نہیں کیا۔ ان کا ایمان اور عمل اگر رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہوتا تو یہ ضرور مانتے لیکن ان کا دین مذہب حنفی اسلام سے ایک الگ مذہب ہے۔ اس لئے یہ اپنے مذہب کے نبی کی بات مانیں گے اسلام کی بات نہ مانیں گے۔

یہ وہ امت ہے کہ فرمان نبیؐ سن کر کہے
میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث

حنفیہ اس حدیث کو بھی نہیں مانتے:

جس میں ہے کہ فرضوں کی تکبیر ہوگئی پھر نفل پڑھنا درست نہیں۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی اقامت کہی جائے پھر کوئی نماز نہیں بجز اس فرض نماز کے۔ مسند احمد میں یہ تشریح ہے کہ بجز اس نماز کے جس کی تکبیر کہی گئی ہے۔ صحیح مسلم میں دوسری روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اس وقت رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں تھے۔ اس نے صف میں ملنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپؐ نے فرمایا یہ بتلاؤ تم نے اپنی کس نماز کو شمار کیا؟ آیا اسے جو تنہا پڑھی؟ یا اسے جو ہمارے ساتھ پڑھی؟

مسند ابوداؤد طیالسی میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ جب موذن نے اقامت کہنی شروع کی تو آنحضرت ﷺ نے مجھے کھینچ لیا اور فرمایا کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حضرت عمر بن خطابؓ جب اقامت سنتے ہوئے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تو اسے مارتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے ایک شخص کو آپؐ نے تکبیر ہوتے ہوئے دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو اس پر کنکر پھینکے اور فرمایا کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھے گا

ابو داؤد شریف میں ایک باب باندھا ہے۔ فجر کی جماعت ہو رہی ہو تو اس وقت سنتیں نہ پڑھے۔ اس باب میں دو حدیثیں لائے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن سر جس سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر جماعت میں شریک ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ تیری کون سی نماز ہوئی جو تو نے اکیلے پڑھی یا جو ہمارے ساتھ پڑھی۔

(۲) حضرت عمر بن دینار، عطاء بن یسار اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تکبیر ہو نماز کی پھر کوئی نماز نہیں ہے۔ سوائے فرض کے۔

(حوالہ ابوداؤد شریف ج۱ حدیث ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۴۷۱)

ناظرین یہ ہیں صحیح حدیثیں رسول اللہ ﷺ کی ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب صحیح ہیں اور ان سب کا ماننا جزو ایمان ہے۔ کتنی صاف اور واضح حدیثیں ہیں۔ صاف صاف فرمان ہے۔ ارشاد ہے حکم ہے کہ جب فرض نماز کی تکبیر ہو جائے پھر کوئی نماز نہیں۔ اسی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اب جو شخص حکم نبیؐ کے ماننے سے انکار کرے فرمان نبویؐ کے آگے سر نہ جھکائے وہ کیسے مسلمان رہ سکتا

ہے۔ ناظرین خود فیصلہ کریں لیکن اسلام کے علاوہ ایک حنفی مذہب ہے۔ جو حکم محمدیؐ کو نہیں مانتا۔ اس حنفی مذہب کا رب ابو حنیفہ ہے اس کے نبی علمائے احناف ہیں۔ ان کا قرآن ہدایہ ہے۔ ان کی حدیث فتاویٰ عالمگیری ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ۔۔

یہ وہ امت ہے کہ فرمان نبیؐ سنکر کہے

میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث

حنفیہ ان حدیثوں کو بھی نہیں مانتے:

جن میں ہے کہ عورتوں کو عورتوں کی امامت کرانا جائز ہے۔

مسند احمد اور ابو داؤد شریف میں ہے۔ حضرت ام ورقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس ان کے گھر آئے۔ ان کا ایک موذن تھا جو اذان دیا کرتا تھا۔ آنحضور ﷺ نے انہیں حکم دے رکھا تھا کہ یہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کریں۔ راوی حدیث عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ان کا موذن بہت بوڑھا تھا۔

مسند احمد میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرض نماز کی جماعت عورتوں کی کرائی۔ آپ ان کی امام تھیں۔ اور عورتوں کی صف اول کے درمیان کھڑی ہوئی تھیں۔ اسی طرح یہ بھی مروی ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ عورتوں کی امامت کراتی تھیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوا کرتی تھیں۔

ناظرین یہ ہیں صحیح احادیث جن سے صاف طور پر ثابت ہے کہ عورتیں عورتوں کی امامت کر سکتی ہیں۔ لیکن حقانی اور حنفیہ ان تمام صحیح حدیثوں کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ عورت عورتوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ یہ امت حنفیہ ہے اس لئے اسلام کے رسول کا حکم یہ کیوں کر مان سکتی ہے۔ یہ تو صرف اپنے رب ابو حنیفہ اور اپنے نبیوں علمائے احناف کا ہی حکم مان سکتی ہے۔

غلس میں نماز فجر پڑھنے کی حدیثیں حنفیہ نہیں مانتے:

سنت محکمہ صریحہ صحیحہ سے روزروشن کی طرح صاف اورواضح ہے کہ آنحضرت ﷺ صبح کی نماز صبح صادق ہوتے ہی بہت جلدی ادا کرنے کو کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ آپؐ کی عموماً عادت یہی تھی کہ ساٹھ سے لیکر سو آیتوں تک اس نماز میں قرأت کرتے پھر بھی جب سلام پھیرتے تو بوجہ رات کا کچھ اندھیرا باقی رہنے کے عورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ آپؐ اسی طرح رات کے اندھیرے اور صبح کے اجالے میں ہی نماز فجر ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو خدائے تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ پوری عمر میں صرف ایک ہی مرتبہ آپؐ نے ذرا سویرا کر کے نماز فجر پڑھی ہے سحری کی فراغت اور نماز فجر کی ابتداء میں صرف اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ پچاس آیتیں تلاوت کر لی جائیں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی چادریں لپیٹ کر نماز پڑھتیں پھر واپس ہو کر جاتیں تو وہ اندھیرے کی وجہ سے نہ پہچانی جاتیں۔ (نسائی شریف ج ۱ ص ۱۷۰، ابو داؤد شریف ج ۱ ص ۱۸۹ ح ۴۲۳)

ناظرین یہ تمام صحیح حدیثیں ہیں لیکن حقانی اور حنفیہ ان تمام حدیثوں کو نہیں مانتے۔ ان کا عمل ان حدیثوں کے خلاف ہے۔ اگر غلس میں نماز فجر پڑھنے کا حکم اور عمل ان کے رب ابو حنیفہ کا ہوتا یا ان کے انبیاء علمائے احناف کا ہوتا تو ضرور یہ لوگ مانتے اور عمل کرتے۔ لیکن چونکہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کا ہے اس لئے نہیں مانتے اور نہیں کرتے۔ کیوں؟

یہ وہ امت ہے کہ فرمان نبیؐ سنکر کہے
میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث

وقت عصر کی حدیثوں کو بھی حنفیہ نہیں مانتے:

عصر کا وقت اس وقت ہو جاتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے۔ حدیثوں میں صاف صاف موجود ہے کہ صحابہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھ کر عوالی کی طرف جاتے جو چار چار میل دور پر تھیں۔ وہاں ان کے پہنچ جانے پر بھی سورج اونچا ہوتا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہم نے حضورؐ کے ساتھ نماز عصر پڑھی پھر بنی سلمہ قبیلہ کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ ہم ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خوشی ہے کہ آپ بھی شرکت فرمائیں آپ نے منظور کرلیا۔ اور اسیؐ کے ساتھ ہو لئے۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہو لئے۔ پھر کھال اتاری گئی۔ پھر گوشت بنایا گیا۔ پھر پکایا گیا۔ پھر ہم نے کھایا۔ اور سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ہم فارغ ہو گئے۔

ابو داؤد شریف میں ہے کہ حضرت علاء بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ہم انس بن مالکؓ کے پاس ظہر کے بعد گئے وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو نماز میں عجلت کرنے یا نماز کے اوقات کا تذکرہ چلا۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپؐ فرما رہے تھے کہ یہ منافقوں کی نماز ہے یہ منافقوں کی نماز ہے یہ منافقوں کی نماز ہے کہ تم میں سے کوئی بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب زرد ہونے لگے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آجائے اس وقت کھڑا ہو اور چار ٹھونگیں لگائے اور اس میں اللہ کو بہت تھوڑا سا یاد کرے۔ (حوالہ: ابو داؤد شریف، مسلم شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے عمال کو لکھا کہ تمہارے سارے کاموں میں سب سے ضروری کام میرے نزدیک نماز ہے۔ جس

نے اس کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اس کو ضائع کیا وہ اس چیز کو جو نماز کے علاوہ ہے۔ بہت ضائع کرنیوالا ہے۔ آگے آپ نے لکھا کہ ظہر کی نماز ایسے وقت میں پڑھا کرو جب سایہ ایک ہاتھ ہو جائے ایک مثل تک اور عصر ایسے وقت میں پڑھا کرو جب سورج بلند سفید اور صاف ہو زرد نہ ہوا ہو۔ اور یہ اندازہ ہو کہ سوار چھ میل یا نو میل سورج غروب ہونے سے پہلے سفر طے کرلے اور مغرب پڑھو جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء جس وقت شفق غائب ہو ایک تہائی رات تک ...... اور صبح کی نماز پڑھو جب ستارے چمک رہے ہوں۔ (موطا امام مالک)

رافع بن خدیج سے روایت ہے کہا ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پھر اونٹ ذبح کیا جاتا پھر دس حصوں میں تقسیم کیا جاتا پھر پکایا جاتا پھر ہم سورج غروب ہونے سے پہلے پکا ہوا گوشت کھا لیتے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "ووقت العصر مالم تصفر الشمس" یعنی عصر کی نماز کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج زرد نہ ہو۔ (مسلم) اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے تک عصر کا وقت رہتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بیت اللہ کے نزدیک جبرئیلؑ نے میری دوبار امامت کی مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ سورج کا سایہ تسمہ کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوگیا۔ اور مغرب کی نماز پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوئی۔ اور فجر کی نماز پڑھائی جب کھانا پینا روزہ دار پر حرام ہوتا ہے جب دوسرا دن ہوا مجھکو ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوگیا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہوگیا۔ اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی ایک تہائی رات گذرنے پر اور فجر پڑھائی جب اچھی طرح روشنی ہوگئی۔ پھر میری طرف دیکھا اور کہا اے محمد (ﷺ) یہ وقت تجھ سے پہلے انبیاء کا ہے۔ اور وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔

(روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے)

اس روایت میں حضرت جبرئیل نے عصر کا اول وقت ہر چیز کا سایہ اس کے مثل اور آخری وقت دو مثل بتایا ہے۔ یعنی ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر عصر کا اصلی وقت ختم ہو جاتا ہے۔ دو مثل کے بعد کے وقت کو رسول اللہ ﷺ نے منافقوں کا وقت بتایا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے رسولؐ کا فرمان کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ یقیناً منافق ہیں جو مسلسل عصر کی نماز دو مثل ہونے کے بعد پڑھتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کبھی آخر وقت پر دو بار نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ وفات دی اللہ تعالیٰ نے آپ کو (روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے)

ناظرین یہ ہیں نماز عصر کے وقت کی صحیح حدیثیں یہ حضرت جبرئیلؑ کی اور آنحضور ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کا عمل ہے۔ لیکن جناب پالن حقانی اور احناف ان تمام صحیح حدیثوں کو نہیں مانتے کہ یہ رسول اسلام حضرت محمد ﷺ کی تعلیم ہے۔ دین محمدی کا حکم ہے۔ رب الاحناف امام ابوحنیفہ اور انبیائے احناف کا حکم وعمل نہیں ہے۔ اس لیے نہیں مانتے اگر دین حنفی ومذہب حنفی کا حکم ہوتا تو ضرور مانتے۔

دو نمازوں کے جمع کر لینے کی حدیثوں کو بھی حنفیہ نہیں مانتے:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے تھے جب سفر پر ہوتے اور مغرب اور عشاء کو (بخاری)

حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو موخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ ملا کر جمع کر لیتے اور جب سورج ڈھل جانے کے بعد کوچ فرماتے تو ظہر کے ساتھ ہی عصر کی نماز ملا کر ادا کر لیتے پھر چلتے۔ قبل از مغرب جب

کوچ کرتے تو مغرب کو دیر کر کے عشاء کے وقت میں مغرب عشاء ادا کرتے۔ اور جب بعد از مغرب کوچ کرنا ہوتا تو مغرب کے ساتھ ہی مغرب کے وقت میں عشاء کو جمع کر کے پڑھ لیتے۔ (روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور مسند احمد نے بھی)

حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ..... عبداللہ بن عمر کو صفیہ (ابن عمر کی بیوی) کی موت کی خبر پہنچی اور وہ مکہ میں تھے تو چلے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اور تارے روشن ہوئے تو حضرت ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی کام کی جلدی ہوتی سفر میں تو جمع کر لیتے ان دو نمازوں میں پھر چلتے گئے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی بعد اس کے اترے اور جمع کیا مغرب اور عشاء کو۔ (اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا)

حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کی نماز عصر کے وقت تک موخر کرتے۔ پھر اتر کر دونوں نمازوں کو جمع کر لیتے (روایت کیا اس کو ابو داؤد نے)

اسی طرح عبداللہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز پڑھی مزدلفہ میں اور ملا کر پڑھیں دو نمازیں ایک تکبیر سے اور فرمایا کہ میں نے اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ (ترمذی)

حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی روایت میں بھی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ملا کر پڑھنے کی وضاحت موجود ہے۔

ناظرین یہ ہیں جمع بین الصلاتین کی حدیثیں جن سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کا عمل یہی تھا کہ وہ سفر میں اور بوقت ضرورت ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو ملا کر پڑھ لیا کرتے تھے کبھی جمع تقدیم کر کے کبھی جمع تاخیر کر کے لیکن اس سنت رسولؐ اور عمل صحابہ کو جناب محمد پالن

حقانی اور برادران احناف نہ پسند کرتے ہیں نہ ماننے کے لیے تیار ہیں۔ بلکہ اس سنت رسولؐ سے محمد پالن حقانی اور سارے احناف نفرت کرتے ہیں اس دین محمدیؐ پر چلنے کو عمل کرنے کو تیار نہیں نفرت کرتے ہیں اور دین حنفی سے محبت کرتے ہیں جس میں اس سنت محمدی اور عمل صحابہ کی مخالفت کی گئی ہے۔

نماز میں سُبحَانَ اللہ کہنے کی حدیثوں کو بھی حنفیہ نہیں مانتے:

بخاری و مسلم میں ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ تسبیح نماز میں مردوں کے لئے ہے۔ اور دستک دینا عورتوں کے لئے ہے۔ اسی بخاری و مسلم میں حضرت عمرو بن عوف کی مطول حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے نمازیوں سے کہا کیا بات ہے کہ تم نے نماز میں دستک شروع کر دی۔ جس کو نماز کی حالت میں کوئی امر پیش آ جائے اسے سبحان اللہ کہنا چاہئے۔ جب وہ یہ کہے گا تو اس کی طرف التفات کیا جائے گا۔ دستک تو عورتوں کے لئے ہے۔

بیہقی میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب کسی شخص سے اسکی نماز کی حالت میں اجازت طلب کی جائے تو اس کا سبحان اللہ کہہ دینا اجازت ہے اور عورتوں کی اجازت دستک ہے۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصفیق (یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا) عورتوں کے لئے ہے۔ (ترمذی)

ابو داؤد شریف میں ہے حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے پاس گئے صلح کرانے کو اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت بلالؓ موذن ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے کہنے لگے آپ نماز پڑھاتے

ہیں میں تکبیر کہوں ابو بکرؓ نے کہا ہاں پھر ابو بکرؓ نماز پڑھانے لگے اتنے میں رسول اللہؐ تشریف لے آئے لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ صفوں کو چیرتے ہوئے صف اول میں آ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے دستک مارنا شروع کیا مگر ابو بکرؓ نماز میں کسی طرف خیال نہ کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انہوں نے مڑ کر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا اس بات پر کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھانے کا حکم کیا پھر پیچھے ہٹ آئے۔ اور صف میں شریک ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے۔ اور آپ نے نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابوبکر تم کیوں اپنی جگہ پر قائم نہ رہے۔ جب میں نے تم کو اشارہ کیا۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ ابو قحافہ کے بیٹے کا یہ درجہ نہیں ہوسکتا کہ آپؐ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کیا بات تم لوگ بہت تالیاں بجا رہے تھے۔ یاد رکھو تم لوگوں کو جب کبھی کوئی معاملہ نماز میں پیش آجائے تو سبحان اللہ کہا کرو اس سے تمہاری طرف التفات کیا جائے گا۔ تالی اور دستک دینا عورتوں کے لیے ہے۔

(ابو داؤد شریف)

ناظرین یہ ہیں صحیح حدیثیں جو اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ جب امام کو بھول چوک ہو جائے یا کوئی اور معاملہ ہو جائے توجہ دلانے کے لئے مقتدی مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مارنا چاہئے۔ لیکن جناب محمد پالن حقانی اور ان کے گروہ احناف ان تمام حدیثوں سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کو تسلیم کرنے اور عمل کرنے کو تیار نہیں۔ اس فرمان رسولؐ کو اس لئے نہیں مانتے کہ یہ دین محمدی کا حکم ہے۔ دین حنفی کا حکم نہیں ہے۔ دین حنفی کا حکم ہوتا تو یہ لوگ ضرور مانتے

مذہب حنفی کھلم کھلا مذہب اسلام کی اس حکم میں مخالفت کرتا ہے۔

ناظرین ہم نے یہ چند مسائل اور چند حدیثیں بطور نمونہ ذکر کر دی ہیں ورنہ ایسی بے شمار حدیثیں اور اسلامی مسائل ہیں جن کو احناف بالکل نہیں مانتے صاف انکار کر دیتے ہیں ہماری کتاب کے صفحات میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ان سب کو ہم نقل کریں۔ اس سلسلہ میں بنیادی بات اصل میں قابل غور ہے کہ مذہب اسلام میں شریعت سازی کا حق صرف اللہ کو ہے۔ اور مذہب حنفی میں شریعت سازی کا حق امام ابو حنیفہ اور علمائے احناف کو ہے۔ یہ فرق ہے مذہب اسلام اور مذہب حنفی میں۔ جب حنفی مذہب بالکل علیحدہ ایک مذہب ہے تو اس کو اختیار ہے چاہے کسی کی بات کو مانے چاہے نہ مانے۔ آگے ص ۲۳ پر حقانی لکھتے ہیں۔ "مسلک اہل حدیث والے صاحبان آج بھی دنیا میں گنے چنے ہیں۔ کوئی خاص تعداد میں نہیں"

جواب: حقانی صاحب یہ سطریں لکھ کر بہت خوش ہوئے ہونگے۔ ان کے ذہن میں شاید یہ بات بیٹھی ہوئی ہوگی کہ قلت وکثرت معیار حق ہے۔ لیکن ان بیچارے مقلدین کی عقلیں ماری گئی ہیں۔ ان کو یہ شعور ہی نہیں کہ قلت وکثرت کوئی معیار نہیں ہے۔ دنیا میں ہمیشہ بروں کی کثرت رہی ہے۔ حق کو قبول کرنے والے حق پر چلنے والے ہمیشہ تھوڑے ہی رہے ہیں۔ انبیاء جو سب سے اعلیٰ درجہ کے لوگ رہے ہیں ہمیشہ تھوڑے رہے۔ جنگ بدر، جنگ احد اور دیگر جنگوں میں ہمیشہ صحابہ اہل حق کم رہے کفار زیادہ رہے۔ آج بھی کفار زیادہ ہیں مسلمان کم ہیں۔ اور پھر مسلمانوں میں بھی اللہ کے رسولؐ کے فرمان کے بموجب زیادہ تر یعنی بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے صرف ایک جماعت جنت میں جائے گی۔ بہتر کے مقابلہ میں ایک حق پر ہوگی۔ اور پھر ہمارے معاشروں میں بھی بے نمازیوں کی کثرت، نمازیوں

کی قلت، قبر پرستوں کی کثرت، اہل توحید کی قلت۔ مقلدوں کی کثرت اور غیر مقلدوں کی قلت۔ اہل الرائے کی کثرت اہل حدیث کی قلت۔ غیر شریف لوگوں کی کثرت شریف لوگوں کی قلت۔ جاہلوں کی کثرت عالموں کی قلت۔ ہر شخص کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ جو تھوڑی بھی عقل رکھتا ہو۔ اور آخرت پر بھی ایک نظر ڈالیں تو وہاں بھی ایک ہزار میں سے ایک جنت میں جائے گا۔ نو سو ننانوے دوزخ میں جائیں گے۔

اور ساتھ ہی قرآن کریم کی اس آیت کو بھی ذرا تلاوت کرلیں۔

﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ (السبا:۱۳)

''اور میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہیں''

﴿قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (المائدہ:۱۰۰)

''کہ دو کہ خبیث اور طیب کبھی برابر نہیں ہوسکتا خواہ تمہیں خبیث کی کثرت کتنی ہی پسند آئے۔ پس اے عقل والو اللہ سے ڈرو تا کہ تمہیں کامیابی ہو۔''

آگے صفحہ ۲۴ پر حقانی لکھتے ہیں کہ: ''مدینہ مبارک میں یا مکہ معظمہ میں جماعت اہل حدیث کے نام سے کوئی مسجد نہیں ہے اور مدرسہ بھی نہیں ہے''۔ وہاں پر کسی مسجد میں رمضان المبارک میں پورا مہینہ پابندی کے ساتھ آٹھ رکعت نماز تراویح نہیں پڑھی جاتی وہاں پر سب مسجدوں میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہے۔''

جواب: یہاں بھی حقانی نے بہت بڑا شیطانی کھیل کھیلا ہے اور عوام کو غلط فہمی

میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ آپ ذرا غور کریں کہ مکہ میں مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے بڑھ کر اور مدینہ میں مسجد نبوی سے بڑھ کر کون سی مسجد میں نماز باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ جو اہل حدیث الگ مسجدیں بنائیں۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے امام سب ہی تو اہل حدیث ہیں۔ الحمد للہ حنفیوں کی نمازیں ان اماموں کے پیچھے نہیں ہوتیں یہ کم بخت خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کی فضیلت سے بھی محروم ہیں۔ اور مسجد ضرار کی طرح الگ مسجد بنا رکھی ہیں۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کو چھوڑ کر وہاں جاکر نماز پڑھتے ہیں بھلا بتاؤ اس سے بڑا بدقسمت اور کون ہوگا جو خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے پڑوس میں رہے اور اس کو وہاں بھی نماز کی توفیق نہ ہو۔ یہ بدقسمتی حنفیوں ہی کے حصے میں آئی ہے۔ الحمد للہ دونوں جگہ اہل حدیث مدارس بھی موجود ہیں۔ اور یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ اہل حدیثوں نے خانہ کعبہ سے حنفیوں وغیرہ کے چاروں مصلے ختم کردیئے اب صرف ایک اہل حدیث مصلے پر نماز ہوتی ہے جسکا حکم قرآن کریم میں ہے۔ اب وہاں حنفی امام نماز نہیں پڑھا سکتا۔ صحیح فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کہ مکہ و مدینہ بھٹیاں ہیں وہاں اہل بدعت اور غلط لوگوں کے لئے جگہ نہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ شہر قبول نہیں کرتے رہنے نہیں دیتے اور اگر حج کرنے کے لئے بھی چند دن وہاں جاتے ہیں تو ان میں سے بدبختوں کو حرمین میں نماز نصیب نہیں ہوتی یہ لوگ حنفی مسجدوں میں جاکر نماز پڑھتے ہیں جو مسجد نبوی اور خانہ کعبہ کے مقابلے میں بنائی ہوئی ہیں۔ اور یہ لوگ مسجد نبوی اور خانہ کعبہ کے مقابلہ میں وہاں نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور حقانی نے یہ لکھ کر بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں امام بیس رکعت پڑھاتا ہے۔ وہاں ہر امام صرف دس رکعت تراویح پڑھاتا ہے۔ بیس نہیں پڑھاتا نہ پڑھتا ہے۔ حقانی صاحب خواہ مخواہ اپنے معتقدین کو تلبیس

ابلیس کر کے گمراہ کرتے ہیں۔ تراویح ایک نفل نماز ہے۔ جو آنحضورؐ سے صرف آٹھ رکعت ثابت ہے اہل حدیث کا اسی پر عمل ہے بیس رکعت آپؐ نے پوری عمر میں کسی ایک دن بھی نہیں پڑھی۔ آٹھ رکعت ہمیشہ پڑھتے رہے۔

حنفی مذہب کی بنیاد ساری کی ساری من گھڑت اور ضعیف اور جھوٹی بے بنیاد حدیثوں پر ہے۔بیس رکعت تراویح کے متعلق آنحضرتﷺ کو تو چھوڑیئے آنحضرتﷺ کی قدر ان کے امام کے آگے کچھ نہیں ۔خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ سے ثابت نہیں کہ آپ نے کسی دن بیس رکعت تراویح پڑھی ہو یا پڑھانے کا حکم دیا ہو۔اس سلسلہ میں بھی من گھڑت اور ضعیف روایات کا سہارا یہ لوگ لیتے ہیں اور ایک نفل نماز کے پیچھے جسے کوئی چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے یہ لوگ اتنے پڑے ہیں کہ اسے فرائض سے بھی بڑھا دیا ہے اصل میں ان لوگوں کے دماغوں میں غلو اس قدر بیٹھا ہوا ہے کہ امام کو نبی سے بڑھاتے ہیں فقہ کو قرآن اور حدیث سے بڑھاتے ہیں حنفی مذہب کو اسلام سے بڑھاتے ہیں نفلوں کو فرائض سے بڑھاتے ہیں۔ جاہلوں کو علماء سے بڑھاتے ہیں۔ بدعتیوں کو اہل توحید سے بڑھاتے ہیں۔ نبی کو خدا سے بڑھاتے ہیں۔ یہ ان کا مزاج بن چکا ہے۔﴿خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾

حنفی مذہب کی نماز کیا ہے؟ ایک مذاق ہے۔ یہ لوگ دعائیں تو پڑھتے نہیں۔ بس خوب اٹھک بیٹھک اور ڈنڈ بیٹھک لگاتے ہیں۔ رمضان میں ذرا دیر میں ۳۵ رکعت پوری کر لیتے ہیں۔ رمضان میں واقعی ان لوگوں کی نماز تماشا دیکھنے کی چیز ہے۔ یہی وہ حنفیوں کی نماز ہے جس کے متعلق رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ ایسی نماز اپنے پڑھنے والے کو بدعا دیتی ہے اور الٹی منہ پر ماردی جاتی ہے۔حدیث اس طرح ہے۔

من صلاها لغیروقتها ولم یسبغ وضوء ها ولم یتم لها خشوعها ولا رکوعها وسجودها خرجت وهی سوداء مظلمة تقول ضیعك الله کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء الله لفت کمایلف الخلق ثم ضرب بها وجهه (ترغیب وترهیب)

ترجمہ: جس شخص نے نماز کو اس کا (اوّل وقت) ٹال کر (عمداً اخیر وقت میں) پڑھا اور اس کا وضو بھی سنوار کر نہ کیا اور دل کو بھی حاضر نہ رکھا۔ اور رکوع اور سجدہ کو (مع قومہ جلسہ) خوب تسلی اور اطمینان سے پورا نہ کیا۔ تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے تو کالی بھجنگ ہوتی ہے (یعنی نور اور برکت سے خالی ہوتی ہے) پھر وہ نماز اس نمازی کو کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا ہے خدائے تعالیٰ اسی طرح تجھے برباد کرے۔ یہاں تک کہ جب تھوڑی سی اونچی ہوتی ہے۔ جس قدر کہ اللہ کو منظور ہو۔ پھر فرشتے اس نماز کو چیتھڑوں میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردیتے ہیں۔

یہ پوری حدیث حنفیوں کی نمازوں پر فٹ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نبیؐ جیسی نماز پڑھتے نہیں حنفیہ جیسی نماز پڑھتے ہیں جس میں یہ لوگ نہ قومہ کرتے ہیں نہ جلسہ بس اٹھک بیٹھک کرتے ہیں اور مرغے کی سی ٹھونگیں مارتے ہیں وقت کو ٹال کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور نماز کی بددعا سے ہی یہ لوگ تباہ وبرباد ہیں۔

حنفیہ منافق ہیں:

مسلم شریف میں حدیث ہے۔

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك صلٰوة المنافق يجلس يرقب الشمس حتّٰى اذا صفرت وكانت بين قرني الشيطان قام فنقر اربعالا يذكرالله فيها الاقليلا (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان چلا جاتا ہے۔ تو یہ منافق نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور جلدی جلدی چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ اللہ کو بہت تھوڑا سا یاد کرتا ہے۔ (مسلم)

حنفیہ اپنی عصر کی نماز بالکل اسی وقت پڑھتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے منافق کی نماز کا وقت بتایا ہے۔ اور بہت جلدی جلدی ٹھونگیں مار کر اللہ کو تھوڑا سا یاد کر کے چل دیتے ہیں۔ نماز میں خشوع وخضوع نہیں ہوتا دعائیں وغیرہ ذکر اذکار نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ غالباً انہیں حنفیوں کے لیے فرماتا ہے۔

﴿ان المنافقين يخادعون اللّٰه وهو خادعهم واذا قاموا الى الصلٰوة قاموا كسالٰى يُراؤن الناس ولا يذكرون اللّٰه الاقليلا﴾

(النساء: آیت ۲

”یعنی منافق خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ اور یہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو انتہائی سست اور کاہل ہو کر بادل نخواستہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے خدا کی یاد تو بہت کم کرتے ہیں۔“ (النساء: آیت ۱۴۲)

حقانی نے ص ۲۵ پر ایک باب باندھا ہے ”مسلک اہل حدیث اور نماز تراویح“ اور اس میں کئی روایتیں حدیث کی کتابوں سے نقل کی ہیں۔ اور ساری حدیثوں کو توڑ مروڑ کر یہودی انداز میں تلبیس ابلیس کی ہے اور اپنا مطلب نکالنے کے ہزار جتن کئے ہیں۔ لیکن سچائی کہیں چھپ سکتی ہے۔ حقیقت تو بہر حال واضح ہو کر رہتی ہے۔ اصل میں یہ حقانی ہی کا فعل نہیں ان کے آباء واجداد چونکہ اس امت کے یہودی ہیں اس لئے یہی حرکتیں کرتے چلے آرہے ہیں۔ کبھی قرآن میں تحریف کرتے ہیں کبھی احادیث گھڑتے ہیں۔ کہیں صحیح احادیث کی من مانی تاویل کرتے ہیں۔ بہر حال ان کو حدیثوں سے دشمنی ہے صحیح حدیثیں۔ سب اُن کے خلاف جاتی ہیں۔ ان کو نہ ماننے کے لئے ان کے عجیب عجیب مطلب بیان کرتے ہیں اس کے سیدھے سادھے مطلب پر ایمان نہیں رکھتے نہ عمل کرتے ہیں۔ حقانی اور گروہ حنفیہ کی یہودیت پر یقین کرنے کے لئے تو وہی حدیثیں کافی ہیں جو پہلے بیان ہو چکی ہیں جن میں اللہ کے نبیؐ ان کو صاف صاف یہودی بتا چکے ہیں۔ آج بھی کسی آدمی کو تجربہ کرنا ہو تو صرف ایک مسئلہ میں ان کا تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ وہ یہ کہ تمام عالم اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کے بعد دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے ”اصح الكتب بعد كتاب الله البخارى“۔ احناف بھی یہ بات مانتے اور تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی تمام حنفیہ مانتے ہیں کہ بخاری شریف میں ایک بھی حدیث ضعیف یا موضوع نہیں ہے ساری حدیثیں صحیح ہیں لیکن اس کے باوجود جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جب تم بخاری کی تمام حدیثوں کو صحیح مانتے ہو تو ان پر عمل بھی

کرو یہیں ان حنفیوں کی یہودیت حدیث دشمنی اور رسول دشمنی کھل جاتی ہے کہتے ہیں ہم بخاری کی حدیثوں کو صحیح ضرور مانتے ہیں لیکن عمل نہیں کریں گے۔ عمل کریں گے اپنے امام کی باتوں پر چاہے وہ رسول کے خلاف ہوں یا حدیث رسول کے خلاف یا خود اللہ تعالیٰ اور قرآن کے خلاف۔ ہم تو اپنے امام کی باتوں پر عمل کریں گے۔ بتائیے اس سے بڑھ کر یہودیت اور انکارِ حدیث رسولؐ اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ جن بخاری کی حدیثوں کو اپنی زبان سے صحیح کہیں اور ان پر خود عمل نہ کریں۔

حیرت اس بات پر ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں حقانی لائے ہیں سب ان کے خلاف جاتی ہیں۔ کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے پوری زندگی میں کبھی ایک بار بھی بیس رکعت تراویح پڑھی ہوں۔ جتنے ثبوت لائے ہیں سب آٹھ رکعت ہی کے ہیں۔ سب سے واضح اور مفصل حدیث وہ ہے جسے حقانی نے صفحہ ۲۸ پر نقل کیا ہے۔ جو ترمذی، نسائی اور ابو داؤد کی حدیث ہے۔ جو اس طرح ہے حقانی کی کتاب میں:۔

حدیث: حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضورﷺ کے ساتھ روزہ رکھا تو آپؐ نے ہم لوگوں کو نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ جب ماہ رمضان کے سات دن رہ گئے تو آپؐ ہم لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے (یعنی نماز) میں یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی پھر دوسری رات کھڑے نہ ہوئے بلکہ پانچویں رات کو کھڑے ہوئے۔ ایک رات ناغہ کر کے دوسری رات جبکہ پانچ دن رمضان کے باقی رہے۔ تو ہمارے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ کاش ہماری اس باقی رات میں بھی ہمیں نفل پڑھا دیتے (تو بہتر ہوتا یعنی آدھی رات کے بعد بھی پڑھتے) آپؐ نے فرمایا کہ جو امام کے ساتھ کھڑا ہو یہاں تک کہ

وہ نماز سے فارغ ہوا (یعنی امام کے ساتھ نماز میں کھڑا رہا) اس کے لئے تمام رات کا کھڑا ہونا لکھا جاتا ہے۔ پھر آپؐ نے نماز نہیں پڑھی (اگلی رات پھر ناغہ کر دی) یہاں تک کہ جب تین دن باقی رہ گئے۔ تو اس رات آپؐ نے اپنے گھر والوں کو بھی بلایا اور ہمارے ساتھ اتنی دیر کھڑے رہے کہ ہمیں فلاح (سحری) چھوٹ جانے کا خوف لاحق ہوگیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ یہ فلاح کی چیز ہے۔ کہنے لگے سحری کھانا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یہ ہے وہ حدیث جس کو حقانی صاحب نے پیش کر کے بہت سے اعتراضات اہل حدیث پر کئے ہیں یہ حدیث اس قابل ہے کہ اس کا ایک ایک گوشہ سمجھا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ یہ حقانی کی تلبیس ابلیس کی تائید کرتی ہے۔ یا جماعت اہل حدیث کی تائید کرتی ہے جو آدمی ذرا غور وفکر سے کام لے گا وہ سمجھ لے گا کہ یہ حدیث پوری کی پوری مسلک اہل حدیث کی تائید کرتی ہے۔

۱- یہ کہ آنحضورؐ نے پوری زندگی میں تین رات نماز پڑھائی اور وہ بھی جاگنے والی شب قدر کی راتوں میں۔

اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے جو عمل ایک دفعہ کر کے بتا دیا وہ ہمیشہ کے لئے سنت ہوگیا آپؐ نے تین رات جماعت سے نماز پڑھا کر امت کو بتادی اب یہ ہمیشہ کے لئے سنت رسولؐ ہوگئی۔ لیکن اس میں رسولؐ نے لوگوں کو بلایا نہیں۔ زبردستی جگایا نہیں۔ ورنہ فرض ہو جاتی جو لوگ پڑھنے آئے تھے انہوں نے پڑھا۔ جو نہیں آئے تھے ان کو بلایا نہیں نہ ان کو کچھ کہا۔ لہٰذا ہر شخص کو اختیار ہے چاہے تنہا پڑھے چاہے جماعت سے چاہے گھر میں پڑھے چاہے مسجد میں چاہے نماز عشاء کے بعد پڑھے چاہے آدھی رات کو چاہے پچھلی رات کو پڑھے چاہے پوری رات پڑھے۔

حقانی اور ان کا گروہ حنفیہ یتیم فی الحدیث ہیں یہ بیچارے حدیثوں کو کیا سمجھیں۔ حدیثوں کو سمجھنا اور ان سے مسائل اخذ کرنا یہ محدثین کا کام ہے اہل حدیث کا کام ہے۔ کوک شاستر لکھنے اور پڑھنے والے اسے کیا سمجھیں۔ یہ مکر وفریب اور دجل وخدع کے ذریعے دولت کمانے والے۔ فاقہ مستوں کی باتیں کیا جانیں۔

۲- دوسرے یہ کہ آنحضورﷺ پانچ طاق راتوں میں جاگ کر عبادت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان متعدد راتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اہل حدیث بھی اسی طرح پانچ طاق راتوں میں جاگ کر عبادت کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ تلاوت کلام پاک کرتے ہیں۔ ذکراذکار کرتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں۔

جبکہ حنفیہ ان چیزوں سے محروم ہیں وہ رمضان کے آخرعشرہ کی پانچ طاق راتوں میں شب بیداری نہیں کرتے صرف ستائیسویں کو شب بیداری کرتے ہیں۔ اس طرح یہاں بھی اہل حدیث کا عمل حدیث کے موافق ہے اورحنفیوں کا عمل حدیث کے خلاف ہے۔

۳- پہلی رات عشاء کی نماز کے بعد سے نماز تراویح آپؐ نے شروع فرمائی اورتقریباً رات کا ایک تہائی حصہ گذرنے تک پڑھائی۔ یہ وہ عمل ہے جس پر آج حنفیہ اور اہل حدیث سبھی عامل ہیں کہ عشاء کے فوراً بعد کھڑے ہو جاتے ہیں اور تقریباً رات کے ایک تہائی حصہ گذرنے تک پڑھتے ہیں۔

لیکن حقانی صاحب یاتو اس حدیث کوسمجھ نہیں سکے یا وہ اس کو ماننا نہیں چاہتے یا وہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آگے ص۲۹ پر نیچے کی آخری دوسطروں میں لکھتے ہیں کہ حضورﷺ نے تین دن نماز جماعت سے مسجد میں صحابہ کرامؓ کو پڑھائی ہے۔ وہ آدھی رات کے بعد پڑھائی ہے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں کہ کس

قدر جھوٹ اور کھلا فریب ہے اوپر حدیث نقل کرتے ہیں کہ" آپ ہم لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے (یعنی نماز) میں یہاں تک کہ تہائی رات گزرگئی" اورص۲۹ پر لکھتے ہیں کہ آدھی رات کے بعد پڑھائی ہے۔ حیرت ہے حدیثوں کے ساتھ اس قدر مذاق اس قدرفریب اور اس قدر تحریف تلبیس۔

۴- چوتھے یہ کہ دوسری بار جب آپ نے نماز پڑھائی تو نماز عشاء کے بعد سے شروع کرکے آدھی رات تک پڑھائی۔

اس پر بھی اہل حدیث کا عمل ہے لیکن حقانی جھوٹ لکھتے ہیں کہ تین دن آدھی رات کے بعد پڑھائی حدیث کے الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ آپؐ نے عشاء کی نماز کے بعد سے شروع کی اور آدھی رات تک پڑھائی یہ الفاظ حقانی کو نظر نہیں آئے کیونکہ تقلید نے ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔

لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب اللتی فی الصدور

ارشاد الہٰی کے مطابق ان کی ظاہری آنکھیں نہیں بلکہ دل اندھے ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کوحق نظر نہیں آتا اندھی تقلید اسی کو کہتے ہیں۔

۵- پانچویں یہ کہ" جب تین دن باقی رہ گئے تو اس رات آپؐ نے اپنے گھر والوں کو بھی بلایا اور ہمارے ساتھ اتنی دیر کھڑے رہے کہ ہمیں فلاح (سحری) چھوٹ جانے کا خوف لاحق ہوگیا"

حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اللہ کے رسولﷺ نے تیسری رات سحری کے وقت تک نماز پڑھائی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اسی نماز کو تہجد شمار کیا ہے۔ علیحدہ سے تہجد نہیں پڑھی اور عشاء کے بعد سے فجر تک جو نماز اللہ کے رسولؐ نے تین رات پڑھائی ہے وہی تراویح ہے وہی تہجد ہے وہی صلوٰۃ اللیل ہے

وہی قیام اللیل ہے۔ نام کچھ ہی رکھ لیں نماز ایک ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے تینوں اوقات میں پڑھ کر بتادیا۔ عشاء کے فوراً بعد بھی آدھی رات کو بھی پچھلی رات کو بھی تاکہ امت کو آسانی ہو اور لوگ اپنی سہولت کے مطابق کسی وقت بھی پڑھ سکیں۔ لیکن حقانی کی تلبیس شیطانی اور جھوٹ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ

"حضورﷺ نے تین دن نماز جماعت سے مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو پڑھائی ہے وہ آدھی رات کے بعد پڑھائی ہے۔" صرف یہی ایک بات حقانی کی شیطنیت کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ کہ یہ کس طرح تلبیس ابلیس کر کے لوگوں کو فریب دے رہے ہیں اور کھلم کھلا جھوٹ پر کمر باندھے ہوئے ہیں۔ اس موقعہ پر اللہ کے نبیﷺ کا وہ فرمان یاد آتا ہے جو آپؐ نے شاید حقانی جیسے فریب کاروں کو ہی سامنے رکھ کر فرمایا ہوگا کہ:

"الدُنیا زور لایحمل الامن الزور"

"کہ دنیا ایک فریب ہے اور فریب سے ہی حاصل ہوتی ہے"

حقانی صاحب یہی فریب ہے اور فریب دیکر اپنے حنفیوں سے پیسہ کما رہے ہیں۔ سادہ لوح اور ان پڑھ لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں جنہیں بے وقوف بنا کر یہ حقانی جیسے لوگ دنیا کماتے ہیں۔ ایسے ہی نیم ملاؤں اور علمائے سوء سے ہوشیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ یا ایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیا کلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللّٰہ﴾ (پ ۱۰ ع ۱۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو (ہشیار رہو) بہت سے علماء (سوء) اور درویش لوگوں کے مال ناجائز طریقے (یعنی جھوٹ اور فریب) سے حاصل کر کے کھاتے ہیں

اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔"

یہ آیت حقانی پر فٹ آتی ہے۔

یہ پوری حدیث اول سے لے کر آخر تک حنفیوں کے مذہب اور حقانی کے مذہب کی تردید کرتی ہے۔ حقانی کی تائید کے لیے اس میں ذرا بھی پہلو نہیں ہے۔ لیکن ہدایت اس کو ملتی ہے جس کو اللہ ہدایت دے جس کی اللہ نے عقل ہی مار دی ہو اس کو کیا ہدایت مل سکتی ہے۔ آخر ایسے ہی علماء سوء سے تو جہنم بھری جائے گی اور حقانی صاحب جس پیٹ کے لئے یہ دنیا کما رہے ہیں۔ جہنم میں اس پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی اور ان انتڑیوں کے گرد کولھو کے بیل کی طرح چکر کاٹیں گے۔ اور اس قدر چیخیں گے، چلائیں گے کہ خود ان کے ساتھی جہنم والوں کو مزید ان کے چیخنے سے تکلیف ہوگی۔ گویا یہاں دنیا کے لئے اور پیٹ کے لئے چیخنا وہاں عذاب سے چیخنے کی شکل میں تبدیل ہوجائے گا۔ اللھم حفظنا۔ حقانی صاحب اس حدیث کو دھیان میں رکھ کر آخرت کو نہ بھولیں توبہ کرلیں ابھی موقعہ ہے۔

آنحضورﷺ نے پوری عمر میں صرف تین رات قیام اللیل یا تہجد یا تراویح جماعت سے پڑھائی ہے۔ حقانی نے تین دن اپنی طرف سے گھڑ لئے اور تعداد چھ رات بنالی۔ حالانکہ چھ رات کا کہیں ثبوت نہیں ہے۔ ان حنفیوں کا ہر معاملے میں یہی حال ہے کہ اصل مذہب سے علیحدہ اپنی بات ضرور گھڑ کے ملاتے ہیں۔

۶- چھٹے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ جو تین رات نماز پڑھی پہلے تہائی رات تک دوسری آدھی رات تک تیسری رات سحری کے وقت تک تو ان راتوں میں آپؐ نے تہجد کی نماز الگ سے نہیں پڑھی بلکہ اسی کو تہجد شمار کیا۔ اگر تہجد اور تراویح اور قیام اللیل یا صلوۃ اللیل الگ الگ ہوتیں تو تہجد الگ

سے آپؐ پڑھتے آپؐ نے ان تینوں میں سے کسی رات میں تہجد نہیں پڑھی جس کی زیادہ وضاحت آخری رات سے ہوتی ہے کہ اس رات آپؐ نے سحری فوت ہونے کے وقت تک لوگوں کو نماز پڑھائی۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد تہجد پڑھنے کا سوال ہی نہیں ہے۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوگیا ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے تراویح اس وقت کہیں گے جب بعد عشاء پڑھی جائے گی اور تہجد اس وقت کہیں گے جب رات کے آخری حصے میں پڑھی جائیگی عشاء اور فجر کے بیچ کی نماز ہے جس کو قیام اللیل اور صلوۃ اللیل بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تراویح کا لفظ رائج نہ تھا۔ اس وقت اس کو صلوۃ اللیل اور قیام اللیل کہتے تھے۔ تراویح کا لفظ بعد میں جاری ہوا ہے۔

یہی حدیث حقانی کے اس فریب اور دھوکہ کو بھی باطل کردیتی ہے کہ تہجد اور تراویح الگ الگ نمازیں ہیں۔

آگے حقانی ص۳۱ پر لکھتے ہیں کہ: ''اہل حدیث صاحبان کو چاہئے کہ پوری زندگی میں صرف دو سال ہی تین تین دن نماز جماعت سے مسجد میں رمضان المبارک میں پڑھیں تاکہ صحیح حدیثوں پر عمل ہوجائے''۔ ایک جگہ لکھتے ہیں'' اہل حدیث صاحبان اپنے گھر والوں کو ستائیس رمضان کو شامل کیوں نہیں کرتے۔ وغیرہ۔

جواب: الحمد للہ اہل حدیثوں کا تمام صحیح حدیثوں پر عمل ہے۔ یہ تو حنفیہ ہیں جو حدیثوں سے نفرت اور دشمنی کرتے ہیں اور حدیثوں پر عمل نہیں کرتے ہمارے یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف تین ہی رات جماعت سے پڑھتے ہیں باقی تمام راتوں میں اپنے گھر پڑھتے ہیں۔ ہمارے یہاں ستائیسویں کو گھر والوں کو بھی شریک کرتے ہیں اس پر بھی ہمارا پورا عمل ہے۔ حنفیوں کا نہیں ہے۔ یہی نہیں اہل حدیث

کا ان تمام صحیح حدیثوں پر بھی عمل ہے جن میں حکم ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ لے جایا جائے تاکہ وہ عید کی نمازوں اور دعاؤں میں اور خوشیوں میں شریک ہوں یہ حنفی اپنی عورتوں کو سینما دکھانے، مزارات پہچانے اور میلے ٹھیلوں میں یا آشناؤں کے سامنے نمائش کرانے تو لیجاسکتے ہیں لیکن عید کی نماز پڑھانے نہیں لیجا سکتے۔ کیونکہ یہ اس امت کے یہودی ہیں۔ حدیثوں کی مخالفت کرنا اور دشمنی رکھنا ان کی فطرت میں داخل ہے۔ رسولؐ کا حکم ہے اس لئے نہیں لے جاتے ان کے امام کا حکم ہوتا تو ضرور لے کر جاتے سچ کہا شاعر نے۔

یہ وہ امت ہے کہ فرمان نبی سن کر کہے
میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث

گیارہ رکعت والی روایت:

حقانی اپنی کتاب کے ص۳۷ پر گیارہ رکعت والی بخاری ومسلم کی صحیح روایت کو نقل کر کے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا گئے ہیں کہ اس سے تراویح نہ ثابت ہو۔ اور طرح طرح سے شیطنیت یہودیت اور ابلیسیت کے داؤ کھیلے ہیں لیکن حق چٹان کی طرح مضبوط رہتا ہے۔ اور باطل ریت کی طرح بکھر جاتا ہے۔ حقانی کے الفاظ میں حدیث اس طرح ہے

حدیث: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کس طرح ہوتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعت پڑھتے تھے مگر ان کی درازی کی کیفیت نہ پوچھ پھر چار رکعت نماز

صحیح حدیثوں سے محبت ہے۔ سنت رسولؐ سے عشق ہے۔ آنحضور ﷺ کے زمانے
میں یہودیوں کا یہی حال تھا کہ ان کو کتنی صحیح بات دلائل سے سمجھا دی جاتی وہ خاموش
ہو جاتے تھے۔ لیکن قبول نہیں کرتے تھے بالکل یہی حال حقانی اور حنفیوں کا ہے کہ صحیح
حدیثیں ان کو پسند نہیں آتیں۔ صحیح حدیثوں پر ایمان نہیں لاتے اور صحیح حدیثوں کو غلط
ثابت کرنے کے لئے ان ضعیف اور موضوع اور من گھڑت روایات کا جو دین کو
بگاڑنے کے لئے گھڑی گئی ہیں اور معتبر کتابوں میں نہیں ہیں۔ سہارا لیتے ہیں۔ جن
کی محدثین کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔ آخر بخاری و مسلم میں بیس کی روایت کیوں
نہیں۔ تمام صحاح ستہ میں بیس کی روایت کیوں نہیں کیا ان صحیح حدیث کی کتابوں میں
تراویح کا بیان نہیں آیا کیا ان حدیث کے حافظوں کو حدیث کے عاشقوں کو حدیث
کے عالموں کو حدیث کے اماموں کو حدیثوں سے دشمنی تھی یا حقانی صاحب کو اور
حنفیوں کو دشمنی ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ حقانی کو اور حنفیوں کو اس امت کے یہودی
ہونے کے ناطے حدیثوں سے جلن ہے، دشمنی ہے۔ اور اللہ کے رسولؐ کی سنتوں سے
بغض ہے، نفرت ہے۔ ان محدثین کو تو حدیثوں سے عشق تھا محبت تھی انہوں نے صحیح
حدیثیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی کتابوں میں جمع کیں اور ان پر ایمان لائے اور عمل کیا اور
عقیدہ بنایا۔ ان محدثین نے ثابت کیا کہ تراویح سنت رسولؐ آٹھ ہے ظاہر ہے کہ
سنت رسولؐ سے جب ہم آگے بڑھیں گے اور اللہ کے رسولؐ کے عمل کو کم تر سمجھیں
گے اور طریقہ رسولؐ کے خلاف عمل کریں گے تو یہ بدعت بھی ہوگی اور گناہ بھی ہوگا۔
اور وہ حدیث یہاں صادق آئے گی کہ اللہ تعالیٰ بدعتی شخص کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ
اور صدقہ وخیرات وغیرہ کوئی چیز قبول نہیں فرماتا اور وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا
ہے۔ جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ اسلام کے بہتر فرقے دوزخ میں
جائیں گے حالانکہ وہ نماز بھی پڑھیں گے روزہ بھی رکھیں گے۔ دیگر عبادتیں بھی کریں گے۔
لیکن وہ تمام عبادتیں طریقہ رسولؐ کیخلاف ہوں گی اس لئے نامقبول اور مردود ہوں
گی۔ حنفی مذہب کی تو پوری عبادت طریقہ رسولؐ کے خلاف ہے۔ وضو بھی خلاف ہے
نماز بھی خلاف ہے۔ روزہ بھی زکوٰۃ بھی اور حج بھی خلاف ہے۔ کوئی کل حنفی مذہب
کی سیدھی ہے ہی نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے بیس رکعت تراویح
پڑھنے کا حکم دیا سراسر ان پر جھوٹا بہتان ہے۔ حدیث کی تمام صحیح کتابوں میں جن کے
نام اوپر لئے گئے ہیں کہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خلاف موطا امام مالک میں
بہت صاف موجود ہے کہ حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

مسئلہ طلاق اور حقانی:

محترم حقانی صاحب اپنی کتاب کے ص۶۲ پر مسلم شریف کی ایک روایت نقل کرتے
ہیں جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک
میں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور دو سال تک حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کی خلافت میں ایک ساتھ تین طلاق دینے کو ایک ہی خیال کیا جاتا تھا۔ اس کے
بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا" جس کام میں لوگوں کو تاخیر کرنی چاہیئے تھی اس
میں جلدی کرنے لگے ہیں (یعنی ہر حیض کے بعد ایک طلاق دینی چاہیئے تھی لوگ
ایک ساتھ تین طلاق دینے لگے ہیں) تو ہم کیوں نہ اس کو نافذ کر دیں چنانچہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے نافذ کر دیا (یعنی شریعت کے حکم کے مطابق تین طلاق

ایک ساتھ دینے پر تینوں کے واقع ہو جانے کا اعلان فرمادیا)

پھر آگے حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: '' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاق ایک ساتھ دینے کو تین ہی پڑ جانے کا اعلان کردیا اور آپ کے اس اعلان کی کسی صحابیؓ نے نہ تو مخالفت کی اور نہ اس اعلان پر کسی نے اعتراض کیا۔ کیونکہ تین طلاق ایک ساتھ دینے پر تین طلاق پڑ جاتی ہیں۔ حقیقت میں یہی صحیح تھا اس وجہ سے کسی نے اعتراض نہیں کیا اور نہ مخالفت کی۔''

حدیث کے بیچ میں قوسین کی عبارت حقانی صاحب کی ہے۔ آپ اس پر اور تشریح کے خط کشیدہ جملوں پر غور کیجئے۔ لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میر ابو بکرؓ کی خلافت میں اور دوسال تک حضرت عمرؓ نے شریعت کے حکم کے مطابق تین طلاق ایک ساتھ دینے پر تین ہی پڑ جانے کا اعلان کردیا۔ کیونکہ ایک ساتھ تین طلاق دینے پر تین ہی طلاق پڑ جاتی ہیں حقیقت میں یہی صحیح تھا اور ص۶۳ پر فرماتے ہیں کہ یہ حکم حضرت عمرؓ کا نہیں ہے بلکہ شریعت کا قانون ہے۔ (نعوذباللہ من شرالحقانی)

جب آپ کی نگاہ میں یہ شرعی قانون ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا آپ حضرت عمرؓ کو نبی مانتے ہیں۔ اور اگر صاحب شریعت آپ کے نزدیک حضرت عمرؓ ہیں تو پھر مجھے بتائیے کہ:۔

حضرت عمرؓ کو یہ ذمہ داری کب سونپی گئی؟ اگر خلافت سے پہلے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ موجود تھے یا نہیں؟ اگر شریعت کے احکام لانے والا یعنی صاحب شریعت آپ محمد ﷺ کو مانتے ہیں تو محمد ﷺ نے تو اپنے عہد مبارک میں تین طلاق ایک ساتھ دینے کو ایک ہی مانا تھا۔ پھر آپ کیوں تین کو ایک نہیں مانتے؟

اور اگر آپ کے خیال سے حضرت عمرؓ صاحب شریعت خلافت سے پہلے مگر محمد

رسول اللہ ﷺ کے بعد بنائے گئے تو بتائیے کہ کیا آپ کے خیال سے محمد ﷺ پر رسالت ختم نہیں ہوئی تھی۔ اور اگر نہیں ختم ہوئی تھی تو '' لا نبی بعدی'' کہہ کر خاتم الانبیاء ہونے کا اعلان آپ نے کیسے فرما دیا۔ اگر آپ حضرت عمرؓ کو صاحب شریعت مانتے ہیں تب تو آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان کی شریعت نے حضرت محمد ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دیا تھا کیونکہ اگر تائید میں ہوتی تو تین طلاق کو تین نہیں بلکہ ایک ہی کا اعلان شرعی کرتے کیونکہ محمد ﷺ کے عہد مبارک میں ایک ہی تھی اور چونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ'' حضرت عمرؓ نے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق کو تین واقع ہونے کا اعلان اپنی طرف سے نہیں بلکہ شریعت کے حکم کے مطابق کیا تھا'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت عمرؓ کو مستقل شریعت ملی تھی جو نعوذ باللہ ناسخ تھی شریعت محمدیؐ کی کیونکہ شریعت محمدیؐ میں تو ایک وقت کی تین طلاق ایک ہی مانی جاتی تھی۔

جناب حقانی آپ نے جو حدیث میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک ساتھ دی گئیں تین طلاقیں ایک ہی مانی جاتی تھیں تو ہمیں یقین ہے کہ ایسا ہی ہے اور ایسا ہی رہے گا اور ہمیشہ رہے گا۔ اس وقت تک رہے گا جب تک آپؐ رسول ہیں۔ اگر اس حکم میں کوئی تبدیلی ہوسکتی تھی تو آپؐ کے دور میں ہو سکتی تھی۔ عہد مبارک کے بعد ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اور اس بات کا قائل ہر وہ شخص ہوگا جو خود کو مسلمان کہتا ہے۔ یا جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا کلمہ پڑھا ہے۔ البتہ میں آپ کی بات نہیں جانتا کہ آپ نے یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ رسول اللہؐ کے عہد مبارک میں ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں ایک ہی مانی جاتی تھیں پھر بھی آپ نے ص۶۲ پر یہ کیوں لکھا کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دوسال بعد شریعت کے حکم کے مطابق تینوں کے واقع ہونے کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ حقیقت میں یہی صحیح

تھا اور پھر ص۶۳ پر یہ کیوں لکھا کہ یہ حکم حضرت عمرؓ کا نہیں ہے۔ بلکہ شریعت کا قانون ہے جو آپ نے رائج کردیا۔ نعوذ باللہ۔

محترم! اگر آپ محمدؐ کو صاحب رسالت مانتے ہیں تو آپ ہی یہ بتائیں کہ آغاز نبوت سے لے کر ٹھیک ۲۷ سال کے بعد شریعت کا یہ قانون حضرت عمرؓ کے ذریعہ کیوں نافذ ہوا۔ اس سے پہلے خود انہیں کے دور میں کیوں نہیں ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں کیوں نہیں ہوا؟ ۲۳ سال تک رسول اللہؐ کے عہد مبارک میں کیوں نہیں ہوا؟ کیا اس لئے نافذ نہیں ہوا تھا کہ اس سے پہلے آپ کے خیال سے یہ قانون شریعت تھا ہی نہیں اگر نہیں تھا اور آپ لکھتے ہیں کہ بعد میں حضرت عمرؓ نے شریعت کے مطابق ایک ساتھ کی تین طلاق کو تین واقع ہونے کا حکم کر دیا۔ تو اس سے یہ پتہ چلا کہ شریعت کا یہ قانون آپ کے خیال سے حضرت عمرؓ ہی کو ملا اور جب قانون شریعت حضرت عمرؓ کو ملا تو صاحب شریعت آپ کے نزدیک وہی ہوئے اور جب صاحب شریعت ہوئے تو ان کا رسول ہونا آپ کے نزدیک مسلم ہو گیا مگر یہ صرف اسی صورت میں ہے جبکہ آپ یہ مانتے ہوں کہ حضرت عمرؓ کے اعلان سے پہلے شریعت کا یہ قانوں تھا۔ مگر یہ صرف اسی صورت میں ہے جبکہ آپ یہ مانتے ہوں کہ حضرت عمرؓ کے اعلان سے پہلے شریعت کا یہ قانون تھا ہی نہیں۔ اور عہد نبویؐ میں ایک ساتھ کی تین طلاق احادیث کی روشنی میں جو ایک مانی جاتی تھیں وہ من مانی تھیں شریعت کا قانون نہیں تھا۔ شریعت کا قانون تو وہ تھا جس کا علان حضرت عمر نے کیا۔

اور اگر آپ کے خیال سے ایک ساتھ تین طلاق دینے پر تین ہی واقع ہونے کا شرعی قانون حضرت عمرؓ کے اعلان کرنے سے پہلے کا ہے جو رسول اللہ ﷺ ہی کو مل چکا تھا۔ مگر مانا نہیں جاتا تھا۔ تب تو میں یہ مان لیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے

نزدیک صاحب شریعت ہیں۔ مگر ایک بات اب بھی الجھن کی رہ جاتی ہے جسے دور کرنا آپ پر لازم ہے وہ یہ کہ شریعت کا قانون بقول آپ کے تین طلاق کو تین ماننے کا تھا مگر عہد نبوی میں ایک ہی مانی جاتی تھیں گویا قانون شریعت کے خلاف کیا جاتا تھا تو آپ کو بتانا یہ ہے کہ شریعت کے اس قانون کو کون نہیں مانتا تھا۔ کیا رسول اللہ نہیں مانتے تھے یا صحابہ کرامؓ نہیں مانتے تھے۔ اگر رسول اللہؐ نہیں مانتے تھے تو کیوں یا صحابہ کرامؓ نہیں مانتے تھے تو کیوں؟

اگر رسول اللہ ایک ساتھ کی تین طلاق شریعت کے قانون کے مطابق تین نہیں مانتے تھے بلکہ تین کو ایک مانتے تھے تو حقانی صاحب بتائیں کہ اس کی وجہ کیا ہے کیا رسول اللہ ﷺ نعوذ باللہ شریعت کا یہ حکم سمجھ نہیں سکے تھے اور حضرت عمرؓ سمجھ گئے۔ یا رسول اللہؐ آپ کے خیال میں کسی غرض سے تین کو ایک مانتے تھے اور اس طرح قانون شرع میں نعوذ باللہ حضورؐ نے تبدیلی کر دی تھی اور ساتھ ہی آپ یہ بھی بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ اپنے رسول کی اس خیانت کو سمجھ سکا تھا یا نہیں اگر اللہ تعالیٰ سمجھ گئے تھے تب پھر کیوں فرمایا

﴿وما هو على الغيب بضنين﴾ (التكوير ع۲٤)

یعنی محمد رسول اللہ ﷺ غیب یعنی میری طرف سے عطا کردہ علم کو پہنچانے میں بخیل نہیں ہیں۔

نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ

﴿ولو تقوّل علينا بعض الاقاويل لاخذنامنه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين﴾ (الحاقه ٤٤ تا٤٦)

''یعنی میرا رسول اگر کوئی بات گھڑ کے میری طرف سے کہہ دے تو ہم

اس کو پکڑ لیں گے اور اس کی شہ رگ کاٹ دیں گے۔''

حقانی صاحب آپ نے محمد ﷺ کو اللہ کی باتیں پہنچانے میں بخیل ثابت ہی کر دیا۔ کیونکہ شریعت کا یہ قانون تھا کہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی تھیں۔ مگر انہوں نے پہنچائی نہیں۔ ٹھیک مگر ایک بات اور بتا دیجئے کہ اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر کچھ باتیں اپنی طرف سے گھڑ کے کہہ دیں تو آپ کو پکڑ کے شہ رگ کاٹ دوں گا۔ اور محمد ﷺ نے بقول آپ کے ایک ساتھ کی تین طلاقوں کو تین نہ مان کر ایک ہی مانا تو سوال یہ ہے کہ کیا۔ نبی ﷺ کی رگیں کاٹ دی گئی تھیں۔ اگر نہیں کاٹی گئیں تو آپ کاٹ رہے ہیں۔

یا بقول آپ کے نعوذ باللہ رسول ﷺ نے جو من مانی شریعت کے قانون میں کی اللہ تعالیٰ کو آپ کے خیال سے اس کا علم ہی نہیں ہو سکا تو کیا اللہ تعالیٰ نے بغیر علم کے اعلان کر دیا کہ:

﴿ وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ﴾ (النجم ۳۔۴)

''یعنی محمد ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے ہیں وہ میری جانب سے وحی ہوتی ہے۔''

اگر ایسی بات ہے تب چیلنج کیجئے پالن صاحب آپ اللہ کو ''ہم بڑے یا تم''

اللہ اکبر کتنی برکت تھی اس مجاور کے لعاب دہن میں اور کتنی متبرک تھی اس کے ناک کی رینٹ اور منہ کی جھاگ جس کو چاٹتے ہی آپ کے لئے آٹھوں طبق روشن ہو گئے۔ زمین کے مدعیان علم ودانش کو تو دسوں سال سے آپ نے ناکوں چنے چبوائے ہی تھے اب عرش معلّٰی کے علام الغیوب کی بھی................ایک غلطی آپ نے پکڑ لی۔ واہ صاحب! خدا جان بھی نہ سکا کہ میرے رسول نے میرا پیغام میرے

بندوں تک نہیں پہنچایا۔ اور تین طلاق کو تین ماننے کے بجائے ایک ہی مانتے رہے اور منواتے رہے یہ تو جانا صاحب آپ نے بہت خوب حقانی صاحب۔

ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

اور بیچارہ آپ کا خدا بھی سمجھے گا کہ حقانی کیا چیز ہے۔ چکھ لیا مزہ خدائی کا' ایک مجاور کے لعاب دہن میں اس قدر خزانہ علم بھرا ہی کیوں تھا کہ اپنی خدائی کی بھی خیر نہ رہ جائے۔

یا آپ نے جو فرمایا کہ عہد مبارک میں ایک ساتھ تین طلاق ایک مانی جاتی تھی اور حضرت عمرؓ نے شریعت کے حکم کے مطابق اپنے دور خلافت کے تیسرے سال تین کو تین واقع ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور یہ ان کا حکم نہیں تھا بلکہ شریعت کا قانون تھا جو انہوں نے نافذ کر دیا۔

اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ شریعت کے قانون ایک ساتھ کی تین طلاق تین نہیں مانتے تھے بلکہ ایک مانتے تھے تب تو صاحب ۲۳ سال عہد نبوت اور دو سال خلافت صدیق اکبر اور دو سال خلافت عمر یعنی کل ۲۷ سال تک گویا آپ کے خیال میں صحابہ کرامؓ شریعت کے قانون اور صاحب شریعت کے حکم کی تعمیل سے گریز کرتے رہے اور نافرمانی کرتے رہے۔

حالانکہ اللہ اور اسکے رسول کا نافرمان گمراہ ہوتا ہے۔

﴿ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلا لا مبینا﴾

اور آپ نے تو بحوالہ تفسیر ابن کثیر اپنی کتاب کے ص ۲۶ پر لکھا ہے کہ خدا اور رسول کی اطاعت سے ہٹ جائیں تو وہ کافر ہیں تو گویا کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ

حضرت عمر کے اعلان سے پہلے سارے صحابہ آپ کے خیال سے.......... کافر تھے کیونکہ تین طلاق کو تین نہیں مانتے تھے۔ کیا حضرت عمرؓ اعلان سے پہلے خود کافر تھے۔ کیا حضرت عثمانؓ کافر تھے، کیا پہلے حضرت علیؓ کافر تھے۔ کیا حضرت ابو بکرؓ اور دوسرے صحابہ جو حضرت ابو بکرؓ کے اعلان سے پہلے فوت ہوگئے۔ نعوذ باللہ وہ سب آپ کے خیال سے کافر کی موت مرے کیونکہ تین کو تین ماننا شریعت کا قانون تھا اور اس کو نہیں مانے اور اگر آپ کہیں کہ ایک ساتھ تین طلاق دینے پر تین ہی واقع ہو جانے کا حکم صحابہ کو رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہی نہیں تو کس طرح مانتے یہ حکم شریعت تو بتایا حضرت عمرؓ نے اور اس کے بعد سے ماننے لگے۔ تب تو صحابہ کرام بے چارے رسولؐ کی نافرمانی کے جرم سے بری ہیں۔ مگر ایک بات ہے اگر آپؐ نے بتایا نہیں تو تین کو ایک کیوں مانتے تھے تو تین کو تین کہنا زیادہ ترین قیاس ہے یا تین کو ایک کہنا دوسری بات یہ کہ صحابہ کرام تو زندگی کے ایک ایک جزئیہ کی چھان بین کیا کرتے تھے۔ کھانا، پینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا، پاخانہ، پیشاب جیسی ضروریات زندگی تک کی باتیں آپؐ سے ضرور پوچھتے تھے اور یاد رکھتے تھے۔ اور طلاق کا اتنا اہم مسئلہ جس کی وجہ سے انسان فعل حرام کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ صحابہ کرام اسے پوچھے بغیر کیوں مانتے رہے اور تین ماننے کے بجائے ایک مانتے رہے۔

آپ خود سوچئے! جب ایک ساتھ کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہونے کا شرعی قانون تھا اور تین طلاق سے زیادہ شوہر کو طلاق دینے کا حق نہیں جب تینوں واقع ہوگئیں تو بیوی پر شوہر کا کوئی حق باقی نہیں رہ گیا یعنی بیوی سے شوہر کا نکاح ختم ہوگیا۔ اب اس سے مجامعت حرام ہے تو اب آپ ہی بتایئے عہد مبارک سے لے کر عہد فاروقی

کے دو سال تک یعنی ۲۷ برس کے اندر جس صحابی یا تابعی نے ایک ساتھ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور یقیناً دی ہونگی کیونکہ آپ نے مسلم شریف کے حوالہ سے ص۲۶ پر جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اعلان سے پہلے کہا ''جس کام میں لوگوں کو تاخیر کرنی چاہئے اس میں جلدی کرنے لگے ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا عام طور پر ہوتا تھا کہ لوگ ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیتے تھے۔ تو کہنا یہ ہے کہ صحابہ وتابعین میں سے جس نے بھی ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں اور اس وقت کے ماننے کے مطابق تین کو ایک ہی مانا اور چونکہ ایک پر رجوع کر سکتے ہیں یعنی بغیر نکاح کے بیوی کو رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے رجوع کر لیا اور بغیر نکاح کے رکھ لیا۔ حالانکہ آپ کے ارشاد کے مطابق شریعت کا قانون تین ہی پڑنے کا تھا اس لئے بیوی ان پر حرام ہو چکی تھی۔ تو جناب پالن اورحقانی بقلم خود مجھے بتاؤ کہ تمہارے خیال سے ۲۷ سال تک صحابہ وتابعین ناجائز طور پر بغیر نکاح کے بیویوں کو رکھتے رہے اور رسول اللہ ﷺ اپنی آنکھوں سے تماشا دیکھتے رہے اور روکا نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے دو سال تک اور انکے علاوہ دوسرے بڑے بڑے صحابہ اس فعل بد کو کرتے دیکھتے رہے اور خاموش رہے۔

یا آپ کے خیال سے ایک ساتھ کی تین طلاق کے تین واقع ہونے کا شرعی قانون رسول اللہ ﷺ بتانا بھول گئے۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا تھا کہ:

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ﴾

''یعنی ہم آپ کو ایسا پڑھائیں گے کہ آپ بھول نہیں سکتے''

کیا نعوذ باللہ آپ کے خیال سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ خلافی کی اور ایسا پڑھایا

کہ آپ صحابہ کرام کو بتا نہ سکے اور بھول گئے ویسے نکاح وطلاق کا مسئلہ تو زندگی کے عام مسائل میں سے ہے۔ اور اپنی کتاب کے ص۲۶ پر آپ نے لکھا بھی ہے کہ تین ہی واقع ہونے کا اعلان کرنے سے پہلے حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہر حیض کے بعد ایک ایک طلاق دینی چاہئے۔ لوگ ایک ساتھ تین طلاق دینے لگے ہیں۔ گویا ایسا ہوتا بھی رہتا تھا۔ مگر پھر بھی آپ کو یاد نہیں آیا اور اگر آپ کے خیال سے رسول اللہ ﷺ دین کے اہم مسئلہ کو بتانا بھول گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یاد کیوں نہیں دلایا۔ اور بغیر یاد دلائے دین کے مکمل ہوجانے کا اعلان کیسے فرمادیا:

﴿اَلْیوم اکملت لکُمْ دِینکُمْ واتممتُ عَلَیکُمْ نعمتِي وَرَضیت لکُمُ الْاِسلام دِیناً﴾ (المائدہ ع۳)

مگر ایک بات اور ہے حقانی صاحب کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو چاہے جس وجہ سے یہ مسئلہ بتائے بغیر اگر دنیا سے رخصت ہوگئے اور حضرت عمرؓ اگر صاحب شریعت نہیں تھے تو ان کو کیسے ۲۷ سال بعد معلوم ہوا کہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاق تین ہی واقع ہونا شریعت کا قانون ہے۔ کہیں آپ کے خیال سے ایسا تو نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہا حضرت عمرؓ کو بتا دیا تھا کہ صحابہ کو ماننے دو تین کو ایک شریعت کا قانون تین کو تین ہی ماننا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی آنکھوں سے صحابہ کو گناہ کرتے دیکھا اور بتایا نہیں کہ شریعت کا قانون تین کو تین ہی ماننا ہے۔ بتایا بھی تو اس وقت بتایا جبکہ ۲۷ سال کا عرصہ گزر گیا اور کتنے صحابہ گناہ کرتے کرتے دنیا سے چل بسے تھے۔

یا آپ کے خیال سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو چپکے سے بتایا تھا اور کہہ دیا تھا کہ اپنی خلافت کے تیسرے سال شریعت کے اس مسئلہ کو ظاہر کرنا مگر سوال یہ

ہے کہ آخر آپ نے ایسا کیوں کیا۔ کیا نعوذ باللہ آپ چاہتے تھے کہ میری امت کے لوگ اس طویل عرصہ تک حرام کام میں مبتلا رہیں آخر اس میں کیا مصلحت ہوسکتی ہے۔ ایسا بھی تو نہیں ہوسکتا کہ اللہ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دے دیا ہو کہ میرے بندوں کو دھوکا دے دینا۔

محترم ناظرین حقانی صاحب کی کتاب کے صفحہ ۶۲ کی درج ذیل عبارت کہ "نبی ﷺ کے عہد مبارک سے لیکر حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے دوسال تک ایک ساتھ تین طلاق دینے کو ایک خیال کیا جاتا تھا۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے شریعت کے حکم کے مطابق تینوں طلاق ایک ساتھ دینے پر تینوں کے واقع ہو جانے کا اعلان کردیا اور حقیقت میں یہی صحیح تھا۔

موصوف کی مندرجہ بالا تحریر کا جتنا مطلب ہوسکتا تھا اوپر کے چند صفحات میں تفصیل سے میں نے درج کردیا ہے اب یہ حقانی صاحب ہی بتائیں گے کہ ان میں سے ان کی مراد کون سی ہے۔

افسوس! پوری دنیائے حنفیت کو سانپ سونگھ گیا اور انہوں نے ایسے ان پڑھ کو اپنے مسلک کا بیرسٹر بنا کر کھڑا کردیا جس نے اللہ، رسول، خلیفہ، صحابی کسی کی عزت نہ چھوڑی۔ کاش کوئی حقانی سے پوچھتا کہ اگر شریعت کے اس قانون کے ذمہ دار حضرت عمرؓ ہی تھے۔ تو انہوں نے جب دیکھا کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں ایک ساتھ کی تین طلاق کو لوگ ایک ہی مانتے ہیں تو تین واقع ہونے کا شرعی اعلان اس وقت کیوں نہیں کردیا کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ حضرت عمرؓ حنفی تھے اس لئے حنفیت کو نبوت سے افضل ثابت کرنے کے لئے نعوذ باللہ نبی ﷺ سے لیکر اپنے دور کے دو سال تک کے صحابہ وتابعین اور خود رسول اللہ ﷺ کی ضلالت گوارہ کرلی۔

بد دیانتی کا اتنا بڑا الزام تاریخ انسانیت میں اللہ یا اس کے رسول ﷺ یا صحابہ اور خلفاء پر کسی نے نہیں لگایا یہاں تک کہ مشرکین مکہ بھی آپؐ کی امامت اور صداقت کے قائل تھے۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ محمدؐ امین ہیں اگر حقانی کا کہنا ہے کہ ایک ساتھ کی تین طلاقوں کے تین ہی واقع ہونے کا شرعی قانون ۲۷ سال بعد حضرت عمرؓ نے لوگوں کو بتایا۔ نبی ﷺ نے نہیں بتایا۔

دوستو! بڑی حیرت انگیز جرأت کی ہے حقانی صاحب نے لکھتے ہیں کہ ''حضرت عمرؓ نے جب تین طلاق کے تین ہی واقع ہونے کا اعلان کیا تو صحابہ کرام نے کوئی اعتراض نہیں کیا کیونکہ تین ہی واقع ہونا حقیقت میں صحیح تھا۔

افسوس! اس کا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ ایک ساتھ تین طلاق دینے پر ہی واقع ہو جاتی ہیں پھر بھی عہد فاروقی تک ۲۷ سال اس کے خلاف کرتے رہے اور حضرت عمرؓ نے شریعت کا اعلان کردیا تو یہ سچ تھا اس لئے ان کا اور اعتراض کیسے کرتے۔ توبہ توبہ اللہ کا دین ناقص، رسولؐ کی رسالت وتعلیم ناقص، صحابہؓ اور خلفاء کا ایمان ناقص آخر چھوڑا کسی کو حقانی صاحب نے خیر القرون یعنی اسلام کے اصل چشمے کو حقانی صاحب نے گندہ ثابت ہی کر دیا۔ یہ ان کا کون سا اسلام ہے جس میں تنہا دکھائی دے رہے ہیں۔ ایسا تو آج تک نہ کسی حنبلی نے کہا نہ شافعی نے نہ کسی مالکی نے کہا اور نہ کسی حنفی ہی نے۔

حد تو یہ ہے کہ صفحہ۶۳ پر حدیث مذکور کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ'' تین طلاق کو ایک سمجھا جاتا تھا یا مانا جاتا تھا یا خیال کیا جاتا تھا۔ یہ الفاظ مبارک حضور ﷺ کے نہیں ہیں بلکہ اثر صحابہ ہے ان کے خیال میں بات تھی کہ تین طلاق دیں گے پھر بھی ایک طلاق پڑے گی یہ لوگوں کا خیال تھا حضور اکرم ﷺ کا حکم نہیں تھا''

مندرجہ بالا تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین کے اتنے اہم مسائل کا انحصار صرف خیال پر تھا اور صحابہؓ نعوذ باللہ ایسے مسائل میں رسول اللہ ﷺ کے موجود ہوتے ہوئے اپنے خیال سے مسئلہ نکال لیتے تھے۔ تحریر بالا سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اثر صحابہ کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی کہ ایسا صرف خیال کیا جاتا تھا۔ کوئی واقعہ یا عمل کا موقعہ نہیں آیا۔

ٹھیک ہے حقانی صاحب: آپ کا دل مزار کی کھچڑی کھا کر منور ہوا ہے۔ اس لئے چٹائی توڑنے والے آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے مگر یاد رکھئے تخفیف صحابہ، تخفیف خلفاء، تخفیف کتاب وسنت اور تخفیف اللہ و رسول کا جو مظاہرہ آپ نے کیا ہے وہ شریعت محمدیہ پر شریعت حنفیہ کی برتری کے لیے کیا ہے۔ اللہ کے یہاں آپ کو جواب دینا ہوگا۔

حنفی دوستو! حقانی کی ان گستاخانہ تحریروں کے ذمہ دار آپ نہیں ہیں بلکہ مسلک حنفیت کے وہ مفتی اور احقر الزمن سید مشہود حسن جیسے شیخ الحدیث ہیں جنہوں نے محقق ومصنف کہہ کر حقانی کا دماغ عرش معلی پر پہنچا دیا اور پیدا کر کے خود ہی شیدا ہو گئے۔

نادان کے ہاتھوں میں اسلحہ پکڑانے کا یہی انجام ہوتا ہے جسم حنفیت پر ایسا زخم لگایا کہ پوری دنیائے حنفیت کے لئے لازم ہو گیا ہے کہ سر کے بل گھسٹتے ہوئے ﴿لَاالٰہ اِلا اللّٰہ مُحمّد رُسول اللّٰہ﴾ کا ورد کرتے ہوئے اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے بارگاہ ایزدی میں سجدوں کا نیاز پیش کریں۔ قولوا حطةٌ نغفرلك خطایا کم سنزیدالمحسنین ۔

اب آپ آخر میں مفتیان احناف کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کرتا ہوں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین درج ذیل تحریر

کے بارے میں کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر خلافت فاروقی کے دو سال تک ایک ساتھ تین طلاق دینے کو ایک ہی مانا جاتا تھا اور بعد میں حضرت عمرؓ نے تین ہی واقع ہونے کا اعلان فرمادیا اور حضرت عمرؓ کا یہ اعلان شریعت کا قانون تھا۔ اور صحابہ نے اس پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ یہی صحیح تھا۔

مذکورہ بالا عبارت کے سلسلے میں سوال یہ ہے کہ:

۱- نبی ﷺ کا دین چھپانا بلکہ اس کو بدل دینا لازم آیا یا نہیں؟

۲- آغاز نبوت سے مسلسل ۲۷ سال تک شریعت کا حکم جانتے ہوئے صحابہ کرام کا اس کے خلاف عمل کرنا لازم آیا یا نہیں؟

۳- حضرت عمرؓ کا صاحب شریعت ہونا لازم آیا یا نہیں؟

۴- قرآن اتارنے کے زمانہ میں اللہ کا غافل ہونا لازم آیا یا نہیں؟

اگر مذکورہ بالا باتیں آتی ہیں تو اس کے لکھنے والے کے بارے میں مفتیان دین کا کیا فتویٰ ہے قرآن و حدیث فقہ وعقائد یا تصوف کی روشنی میں جواب دیں۔ اور اگر مذکورہ بالا باتیں تحریر مذکور سے لازم نہیں آتیں۔ تو اس تحریر کا کیا مطلب ہے واضح کریں اور اجر کے مستحق ہوں۔

نوٹ: یہ بھی خیال رہے کہ تحریر مذکور آپ کے علامہ حقانی کی ہے جو آپ ہی کی حمایت میں لکھی گئی ہے۔

ایک مجلس کی تین طلاق اصل میں ایک:

اللہ کے رسول ﷺ کے حین حیات دین کامل ومکمل ہوگیا۔ آپؐ دین کو ناقص ونامکمل چھوڑ کر نہیں گئے۔ قرآن حکیم نے اعلان فرمایا

﴿ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت

لکم الاسلام دینا﴾

'' آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کردیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا''

اس آیت کی روشنی میں ہم کو زندگی کے تمام مسائل کا حل سیرت طیبہ اور فرامین نبویہ اور فتاویٰ محمدیہ میں تلاش کرنا چاہئے۔ ایسا کوئی بھی فتویٰ کوئی بھی فیصلہ کوئی بھی فرمان جس پر مدینہ والے کی مہر نہ ہو۔ ہمارے لئے ضروری طور پر قابل قبول نہیں۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ کو بھی ہمیں اسی روشنی میں دیکھنا ہوگا کہ آنحضور ﷺ نے اس پر کیا فتویٰ دیا اور کیا حکم صادر فرمایااور احادیث صحیحہ مرفوعہ سے کیا ثابت ہے۔ واضح رہے کہ ضعیف حدیثیں حجت ودلیل میں ثبوت کے طور پر نہیں پیش کی جاسکتیں۔ صحیح کے مقابلے میں ضعیف حدیث کی بنیاد پر کوئی عقیدہ نہیں بنایا جاسکتا ہے ضعیف حدیث وہ ہے جس کا کوئی روای جھوٹا ہو یا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا اس کا حافظہ خراب ہوگیا ہو۔ اسی طرح موضوع من گھڑت خود اختراعی روایات کو بھی دلیل میں نہیں پیش کیا جاسکتا۔ محدثین نے اس بات کی تصریح کردی ہے کہ کس حدیث کا درجہ کیا ہے۔ کون صحیح ہے اور کون ضعیف۔

طلاق ثلاثہ کے سلسلے میں سب سے اہم روایتیں صحیح مسلم شریف کی ہیں جن کی صحت میں کلام کی گنجائش نہیں صحیح مسلم کی روایات کا درجہ صحت میں بخاری شریف کے برابر ہے اسی لئے یہ دونوں کتابیں صحیح بخاری وصحیح مسلم صحیحین کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ اسلام میں قرآن کے بعد صحیح بخاری اور اس کے بعد صحیح مسلم کا مرتبہ ہے۔ بالاتفاق جملہ محدثین مسلم شریف میں بھی بخاری شریف کی طرح کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ تین طلاقیں زمانہ نبوی میں اور خلافت صدیقی میں اور ابتدائی دو سال خلافت فاروقی میں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ لوگوں نے اس کام میں جس میں ان کے لئے آسانی تھی عجلت شروع کردی ہے۔ اس لئے اچھا ہے کہ انہیں سب کو ان پر جاری کردیا جائے۔ چنانچہ جاری کردیں۔

اسی صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوالصہبا نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تین طلاقیں حضورؐ کے زمانے میں اور زمانہ صدیقی میں اور تین سال تک زمانہ فاروقی میں ایک کردی جاتی تھیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: ہاں۔

اسی صحیح مسلم میں ہے کہ ابوالصہباؒ نے ابن عباسؓ سے فرمایا۔ لاؤ جو تمہارے پاس ہو۔ کیا تین طلاقیں آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اور صدیق اکبرؓ کی بادشاہت میں ایک ہی نہ تھیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا بے شک تھیں۔ پھر زمانہ عمرؓ میں جبکہ لوگوں نے پے در پے شروع کردیا تو آپ نے ان پر جاری کردیں۔

یہ تو مسلم شریف کی روایتیں تھیں اب کچھ دوسری روایتیں سنئے مستدرک حاکم میں ہے کہ ابو الجوزاؒ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ تین طلاقیں آنحضرت ﷺ کے عہد میں ایک کی طرف لوٹادی جاتی تھیں آپ نے فرمایا ہاں۔ امام حاکمؒ اسے صحیح کہتے ہیں اور یہ ابوالصہباؒ کی روایت کے علاوہ دوسری روایت ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ رکانہ بن عبد یزید مطلبی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دیں۔ پھر بہت غمگین ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کس طرح تم نے طلاق دی؟ انہوں نے کہا میں تو تین طلاقیں دے چکا۔ آپؐ نے فرمایا ایک ہی مجلس میں؟ کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں صرف ایک کا اختیار تھا اگر

چاہو تو رجوع کرلو۔ چنانچہ انہوں نے رجوع کرلیا؟ امام احمدؒ اس کی سند کو صحیح اور حسن بتلاتے ہیں۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کا حکم سیاسی تھا نہ کہ شرعی:

تمام علمائے اسلام صحیح مسلم کی حدیثوں کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت عمرؓ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی نافذ کردیا اس لئے ہم بھی تین ہی کا فتویٰ دیں گے۔

ہماری عرض یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہاں پیش کرنا مناسب نہیں۔ دور نبوی کا فیصلہ ہمارے لئے قابل قبول اور کافی ہونا چاہئے۔ حضرت عمرؓ نے جو کچھ کیا وہ ایک مصلحت وقت کا تقاضہ تھا نہ کہ شرعی مسئلہ ایک کام جو منع تھا خلاف سنت تھا۔ لیکن اگر کسی سے ہو جائے تو شریعت اسے پکڑتی نہ تھی۔ جب لوگوں نے بکثرت بے خوف ہو کر اسے شروع کردیا تو آپ نے بحثیت قانون یہ حکم فرمایا کہ آئندہ سے تین کو تین ہی گن لوں گا۔ یہ صرف اس لئے تھا کہ لوگ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے باز آجائیں۔ ورنہ پھر تین سال تک یہ حکم شرعی جاری کیوں نہ کیا؟ یہ ایک درہ فاروقی تھا جو ان کی سزا کیلئے تھا نہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے حکم شرعی بدل دیا۔ نعوذباللہ من ذالك

حضرت عمرؓ نے اس واقعہ طلاق کے علاوہ بھی بعض اور مباح اور حلال چیزوں کو تعزیراً بند کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے اپنے غلام سے نکاح کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان دونوں میں تفریق کرادی۔ اور تعزیزاً آئندہ کے لئے دوسرے خاوندوں سے نکاح اس پر حرام کردیا۔ (کنز العمال)

اسی طرح حصرت حذیفہؓ نے مدائن میں ایک یہودن سے شادی کی حضرت عمرؓ نے لکھا کہ اس کو طلاق دے دو۔ یہ مسلمان عورتوں کے لئے بہت بڑا فتنہ ہے۔

حنفیوں نے اللہ کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ اور علماء احناف کو اپنا رب بنا لیا ہے

حنفیہ حضرات بظاہر تو کلمہ طیبہ ﴿لا اله الاالله محمد رسول الله﴾ پڑھتے ہیں۔ لیکن عملاً ان کا کلمہ لااله الا ابوحنفیه وعلماء الاحناف اربابامن دون الله ہے۔

عابدان امام ابو حنیفہ اور اتباع علماء احناف کا اسی پر عمل ہے اور یہی شیوہ ہے۔ یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین کا بھی یہی شیوہ وعمل تھا جب حضرت عدی بن حاتم طائی آنحضورﷺ کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ملاقات کے وقت رسالتمآبﷺ کی زبان مبارک پر قرآن حکیم کی یہ آیت جاری تھی:

﴿اِتّخذوا احبار ھمُ وَرھُبانھمُ اَربابا مِن دُونِ اللّٰہ الخ﴾

(سورہ توبہ آیت ۳۱)

''ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنا لیا ہے۔''

یہ آیت سن کر حضرت عدی بن حاتم نے کہا کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کی عبادت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں سنو! کیا ان کا یہ حال نہیں تھا کہ جس چیز کو ان کے علماء نے حرام کر دیا انہوں نے حرام مان لیا۔ اور جس چیز کو ان کے علماء نے حلال کر دیا انہوں نے حلال مان لیا۔ حضرت عدی نے کہا یہ بات تو تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہی ان کی عبادت تھی۔

یہی حال ہمارے حنفیوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے یہ لوگ ان کو حرام نہیں مانتے اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے جن

چیزوں کو حلال قرار دیا ہے ان کو یہ حلال تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے علماء نے جس کو حلال کیا ہے اس کو حلال مانتے ہیں اور ان کے علماء نے جس کو حرام قرار دیا ہے اس کو حرام مانتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ عبادت اللہ کی نہیں کرتے بلکہ امام ابو حنیفہ اور علمائے احناف کی کرتے ہیں بلکہ ایک معنی میں تو یہ یہود ونصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے جس چیز کو حلال کیا ہے۔ انہوں نے اس کو حرام کر ڈالا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے جس چیز کو حرام کیا ہے اس کو انہوں نے حلال کر ڈالا یعنی احکام الٰہی سے کھلی بغاوت اور کھلا انکار کرتے ہیں۔ اور علیحدہ سے اپنا ایک مذہب، مذہب حنفی بنا رکھا ہے۔ اس کی چند کھلی ہوئی مثالیں ہم یہاں پیش کیے دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

حنفی مذہب میں کتوں کی تجارت جائز ہے:

مذہب اسلام میں کتوں کی تجارت حرام ہے۔ بخاری اور مسلم میں صحیح حدیث ہے۔

'عن ابی مسعود الانصاری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن ثمن الکلب ومهرالبغی وحلوان الکاهن (بخاری ومسلم)

یعنی رسول اللہﷺ نے منع فرمایا ہے کتے کی قیمت لینے سے اور زانیہ کی اجرتِ زنا سے اور کاہن کے حلوے مانڈے سے۔

یہ حدیث صاف ہے کہ کتے کی خرید وفروخت حرام ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے کہ جائز ہے چنانچہ حنفی مذہب کی قرآن سے بھی معتبر کتاب ہدایہ جلد سوم کتاب البیوع میں ہے

''یَجُوزُ بَیعُ الکَلبِ وَالفَھدِ وَالسِّبَاعِ''

''یعنی کتے کی بھیڑیے کی اور درندوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔''

ناظرین غور کریں فرمان رسولؐ کتے کی تجارت کو حرام قرار دے رہا ہے۔ اور فقہ حنفی حلال قرار دے رہا ہے۔ یعنی مذہب حنفی دین محمدی اور مذہب اسلام کے خلاف ہے۔

حنفی مذہب میں چار قسم کی شراب حلال ہے:

مذہب اسلام میں ہر قسم کی شراب حرام ہے جو قرآن کی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ مسلم شریف میں ہے

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل مسكر خمر و كل مسكر حرام" (مسلم) باب الخمر

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نشہ لانے والی ہر چیز خمر (یعنی شراب) ہے۔ اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

یہ بالکل صحیح حدیث آپ کے سامنے ہے جس نے ہر قسم کی شراب کو حرام قرار دیا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ حنفی مذہب کی سب سے معتبر کتاب ہدایہ جلد چہارم کتاب الاشربہ میں ہے۔

" ان مايتخذ من الحنطة و الشعير و العسل و الذرة حلال عند ابی حنيفه و لا يحد شاربه و ان سكر منه

یعنی گیہوں، جو، شہد، جوار کی بنائی ہوئی شراب حلال ہے۔ ابو حنیفہ کے نزدیک اور اس کے پینے والے کو حد بھی نہ لگائی جائے گی۔ گو اس کے پینے سے اسے نشہ بھی چڑھ گیا ہو۔

اب حنفی بھائی بتائیں ان کا کیا خیال شریف ہے۔ فقہ پر عمل کر کے ان کو حلال

کہیں گے یا حدیث پر عمل کر کے حرام کہیں گے۔

اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث سنئے ابو داؤد میں ہے کہ حضرت دیلم حمیریؓ حضور اکرمؐ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور ہیں بھی مزدور پیشہ لوگ۔ ہم گیہوں سے ایک قسم کی پینے کی چیز بنا لیتے ہیں۔ جس سے ہمیں قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور سردی کی تکلیف بھی نہیں ہوتی آپؐ نے دریافت فرمایا کیا اس سے نشہ ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں نشہ تو ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر تو اس سے بالکل دور رہو۔ انہوں نے کہا اچھا میں آپ کا یہ فرمان تو پہنچا دوں گا۔ لیکن اسے چھوڑیں گے نہیں آپؐ نے فرمایا اگر چھوڑیں گے نہیں تو ان سے جہاد کرو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے منبر نبوی پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جب آیت حرمتِ شراب نازل ہوئی۔ اس وقت ان پانچ چیزوں کی شراب بنتی تھی۔ انگور کی، گیہوں کی، کھجور کی، جو کی اور شہد کی۔

مسلم شریف میں ہے کہ ایک یمنی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہمارے یہاں جوار سے ایک پینے کی چیز بنتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے پوچھا کیا وہ نشہ لاتی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں نشہ تو لاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے، الخ۔

ہمارے حنفی بھائیوں نے جو بہت سی جگہ شراب کی بھٹیاں، شراب کشید کرنے کیلئے جاری کی ہوئی ہیں غالبًا اسی فقہ کے حکم کی روشنی میں ہیں۔ جب حنفی مذہب اس کی اجازت دیتا ہے تو پھر اس سے زیادہ نفع بخش اور کون سا کاروبار ہو سکتا ہے۔

اور حقانی صاحب کا کاروبار چندہ اور نذرانہ ان ہی لوگوں سے تو چلتا ہے۔

حنفی مذہب میں شرابی پر سزا بھی نہیں:

بخاری اور مسلم کے باب حدالخمر میں صاف طور پر یہ حدیث موجود ہے:

"عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم ضرب فی الخمر الخ"

یعنی رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے پر حد لگائی ہے۔

یہ حدیث آپ کے سامنے ہے۔ اب ہدایہ کی اوپر والی عبارت پڑھئے جس میں صاف ہے کہ لا یحد شاربه وان سکر منه یعنی اس کے پینے والے کو حد نہ لگائی جائے گی گو اس کے پینے سے نشہ بھی چڑھ گیا ہو۔ دراصل دین حنفی دین محمدی کے حکموں کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے احکام الگ ہیں اس کے احکام بنانے والے الگ ہیں۔

تھوڑی سی شراب پی لینا حنفی مذہب میں حرام نہیں:

حدیث میں ہے

'عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما اسکر کثیره فقلیله حرام"۔ (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجه، باب بیان الخمر)

یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس چیز کی زیادتی نشہ کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔

لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے۔ جو پیالی نشہ لائے وہ ہمارے نزدیک حرام ہے۔ مثلاً دس جام پینے سے نو میں نشہ نہیں آیا تو وہ حلال ہیں۔ دسواں جام جو آخری ہے اور جو نشہ لایا ہے وہ حرام ہے چنانچہ حنفیوں کی سب سے معتبر کتاب ہدایہ کے کتاب الاشربہ میں ہے:

"ولان المفسد هو القدح المسكر وهو حرام عندنا"

یعنی اور اس لیے کہ مفسد آخری جام ہے۔ اور وہی ہمارے نزدیک حرام ہے۔

طاقت حاصل کرنے کے لئے شراب نوشی حنفی مذہب میں حلال ہے:

ہر قسم کی شراب کی حرمت کی حدیثیں اوپر گزر چکی ہیں۔ اور اسلام میں شراب کی حرمت اس قدر مشہور ہے کہ اسے غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔ لیکن حنفی مذہب کی نہایت معتبر کتاب ہدایہ کے باب الاشربہ میں ہے:

"عصیر العنب اذا طبخ حتی ذهب ثلثاه وبقی ثلثه حلال وان اشتد"

"یعنی شیرہ انگور (جو شراب ہے) جب پکا لیا جائے کہ دو تہائی جاتا رہے۔ اور ایک تہائی باقی رہے تو وہ حلال ہے۔ گو اس میں نشہ پیدا کرنیوالا مادہ پیدا ہو گیا ہو"

پھر آگے لکھتے ہیں کہ یہ اس شرط سے حلال ہے کہ" اذا قصد به التقوی" یعنی جب اس سے قوت حاصل کرنے کا ارادہ ہو۔ غالباً اسی ٹانک کے حصول کی غرض سے حنفیوں کے ایک بڑے امام اور امام ابو حنیفہ کے سب سے بڑے شاگرد امام ابو یوسف ایک قسم کی انگوری شراب کشید کیا کرتے تھے اور خلیفہ ہارون الرشید کو سپلائی کرتے تھے۔ اس شراب کا نام تھا شراب ابا یوسفی۔ (دیکھو حوالہ حنفی مذہب کی مشہور کتاب در مختار ج ۴) اور خود بھی استعمال کرتے تھے۔ (دیکھو عالمگیری ج ۴)

حنفی مذہب میں کعبۃ اللہ کی بے حرمتی

حدیث میں ہے:

"عن ابی هريرة الالا يحج بعد العام مشرك ولا يطوفن بالبيت عريان"

(بخاری و مسلم باب دخول مکه)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے منادی کرائی کہ کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا ننگا طواف کرے۔

برادران احناف یہ حدیث بخاری اور مسلم کی اعلیٰ درجے کی حدیث ہے۔ اور یہی حکم قرآن میں موجود ہے:

﴿انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجدالحرام بعد عامهم هذا﴾ (سورہ توبہ آیت ۲۸)

"یعنی مشرک نجس ہیں یہ مسجد الحرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں"

قرآن اور حدیث کے اتنے صاف حکم کو حنفی مذہب نہیں مانتا۔حنفی مذہب کی مایہ ناز کتاب ہدایہ جلد چہارم کی کتاب الکراہیہ میں لکھا ہے:

"لا باس بان یدخل اهل الذمة المسجدالحرام"

یعنی ذمی کافر کے مسجد حرام میں آنے میں کوئی حرج نہیں۔

کیا حقانی صاحب اب بھی حدیث وقرآن پر ایمان نہیں لاؤ گے۔کیا اب بھی عوام کو عبادت ابوحنیفہ اور پرستش علماء احناف کی طرف بلاتے رہوگے۔

حنفی مذہب میں ایک اور حدیثِ رسولؐ کی مخالفت:

ترمذی وابن ماجہ کے باب المساجد میں یہ حدیث ہے

عن ابن عمر قال نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصلى فوق ظهر بيت الله"

یعنی رسول ﷺ نے بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

لیکن حنفی مذہب اس حکم رسولؐ کو نہیں مانتا۔دیکھو ہدایہ جلد اول کے باب الصلوٰۃ فی کعبہ میں لکھا ہے:

" من صلّى علىٰ ظهر الكعبة جازت صلوٰة"

جو شخص بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھے اس کی نماز جائز ہے۔

کہو حنفی بھائیو! اب حدیث کو مانو گے یا فقہ پر ہی اڑے رہو گے؟ رسولؐ کی عدول حکمی اور حدیث دشمنی کو تم نے اپنا شعار بنالیا ہے۔

حنفی مذہب میں عورت کا عورتوں کی امامت کرانا جائز نہیں:

حدیث میں ہے:

" عن ام ورقه امر هاان تؤم اهل دارها " (ابوداؤد جلد اول باب امامة النساء)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہؓ کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں۔

اور مستدرک حاکم جلد اول کتاب الصلوٰۃ : باب امامہ المرأۃ میں ہے۔

" عن عائشة انها تؤم النساء و تقوم وسطهن"

یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ عورتوں کی امامت کراتی تھیں ۔اور بیچ صف
میں کھڑی ہوتی تھیں۔

لیکن حنفی مذہب ان حدیثوں کونہیں مانتا وہ کہتا ہے۔

" یکره للنساء ان یصلین وحدهن الجماعة " (هدایه ج اول باب الامامه)

یعنی صرف عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

کہو حنفی بھائیو! رسول اللہ ﷺ کی مانو گے یا فقہ کی۔کیا حقانی کا حنفی مذہب
اسلام سے جدا مذہب نہیں ہے۔

حنفی مذہب میں سودخواری حلال ہے:

حدیث میں ہے

"عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الربو سبعون
جزء اً ایسرها ان ینکح الرجل اُمّهٗ " (ابن ماجه ،مشکوه ـ باب الربو)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سود کے ستر گناہ ہیں جن میں
سب سے ہلکا یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے۔

اس حدیث سے مذہب اسلام میں سود کی حرمت واضح ہوگئی لیکن مذہب حنفی
اس حدیث کونہیں مانتا۔اس کی معتبر کتاب ہدایہ اٹھا کر دیکھو باب الربوٰ میں ہے۔

" ولا بین المسلم والحربی فی دارالحرب

یعنی مسلمان اور حربی کافر میں سود لینے دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اور غالبًا افغانستانی حنفی اسی مسئلہ کی روشنی میں سودی لین دین کرتے ہیں۔
پھر بتایا جائے کہ مذہب حنفی اور مذہب ہنود ویہود ونصاریٰ میں کیا فرق رہ گیا۔

لیکن مذہب اسلام اس گندگی سے یقیناً پاک ومبرا ہے۔اس میں سودی کاروبار ہمیشہ
کیلئے حرام ہے۔

حنفیوں پر رسول اللہ ؐ کی لعنت:

حدیث میں ہے

عن عبدالله بن مسعود قال لعن رسول الله صلی الله علیه
وسلم المحلل والمحلل له" (دارمی ،ابن ماجه ،مشکوٰة ـ باب المطلقه ثلثا)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس پر جو حلالہ کرے
اور اس پر بھی جس کے لئے حلالہ کیا جائے۔

تین طلاقیں جس عورت کو دیدی جائیں پھر اس سے دوسرا اس لئے اور اس شرط پر
نکاح کرے کہ دخول کرتے ہی طلاق دیدے گا۔تاکہ تین طلاقیں دینے والے شوہر کے
لئے یہ حلال ہو جائے ۔ اسے حلالہ کہتے ہیں ۔یہ فعل باعث لعنت ہے۔ اور اس کے
کرنے اور کرانے والے دونوں پر اللہ کے رسول ﷺ کی لعنت ہے ۔لیکن حنفی مذہب کہتا
ہے کہ ایسا کرنے سے یہ عورت اس مرد کے لئے حلال ہو جائے گی۔ چنانچہ حنفیوں کی قرآن
سے زیادہ معتبر کتاب ہدایہ جلد اول کی کتاب الطلاق فصل فی ما تحل الخ میں ہے:

" فان طلقها بعد و طیها حلت للاول "

یعنی حلالہ کرنے والے نے اسے طلاق دیدی بعد مجامعت کرنے کے ،تو
پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگئی۔

اسی لئے حنفی مذہب میں کرایہ کا سانڈلے کر اس کے ساتھ اپنی بیوی کو سلاتے
ہیں۔اور ایک رات مزے اڑانے کے بعد وہ طلاق دے دیتا ہے۔پھر اس سے نکاح

کر لیتے ہیں۔ یہ زنا کاری کا کاروبار حقانی صاحب کے حنفی مذہب کو مبارک۔ مذہب اسلام اس گندگی سے پاک ہے۔ مذہب اسلام کے شارح ﷺ نے ایسے تمام کاروبار کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حالانکہ حقانی صاحب اپنی تقریروں میں حلالہ کی بہت تبلیغ کرتے ہیں۔

حنفی مذہب میں بے نکاحی بیوی رکھنا جائز ہے:

حنفی مذہب کی قرآن سے بڑی کتاب ہدایہ کی جلد دوئم فصل فی بیان المحرمات میں ہے۔

من ادعت علیه امراة انه تزوجها واقامت بینة فجعلها القاضی امراة ولم یکن تزوجها و سعها المقام معه وان تدعه یجامعها "

یعنی کسی عورت نے کسی مرد پر دعویٰ کیا کہ اس نے اس سے نکاح کیا ہے۔ اور گواہ بھی گزار دیئے۔ جج نے فیصلہ بھی دے دیا۔ کہ یہ اس مرد کی بیوی ہے۔ تو اگر واقع میں نکاح نہیں ہوا تاہم اس عورت کو اس مرد کے ساتھ رہنا سہنا اور اسے جماع کرنے دینا جائز و درست ہے۔

کتنا خوبصورت مسئلہ ہے حنفی مذہب کا نعوذ باللہ نعوذ باللہ۔ یہ تمام گندگیاں حنفی مذہب کو مبارک۔ مذہب اسلام ان گندے مسائل سے پاک ہے۔ یعنی جھوٹا دعویٰ جھوٹے گواہ پیش کرکے جس کو چاہو بیوی بنا لو جس کو چاہو خاوند بنا لو۔ نہ نکاح کی ضرورت نہ کچھ اور پھر خوب مزے کرو۔

کیسا مزا اس ملاپ میں ہے

احناف کا اس مسئلہ پر جگہ جگہ عمل بھی ہے۔ یہ ہے حقانی کا پوتر حنفی مذہب۔

حنفی مذہب میں زبردستی دلوائی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے:

حدیث میں ہے

طلاق و لا عتاق فی اغلاق " (ابو داؤد ،ابن ماجہ مشکوٰۃ۔باب الخلع والطلاق میں)

قیل معنی الا غلاق الا کراہ۔ یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص سے زبردستی طلاق دلوائی جائے اور جس سے زبردستی غلام آزاد کرایا جائے تو نہ وہ طلاق واقع ہو گی۔ نہ یہ غلام آزاد ہوگا۔ یہ مذہب اسلام کا حکم ہے۔ لیکن مذہب حنفی میں ہے کہ یہ طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور یہ غلام بھی آزاد ہوجائے گا۔ مذہب حنفی کی قانونی کتاب ہدایہ جلد ۳ کتاب الاکراہ میں ہے۔

" وان اکرہ علیٰ طلاق امراته او عتق عبده ففعل وقع ما اکرہ علیه "

یعنی کسی پر زبردستی کی گئی اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی یا اپنے غلام کو آزاد کردیا تو یہ طلاق بھی ہو جائے گی اور یہ غلام بھی آزاد ہو جائے گا۔

اس کو کہتے ہیں خدا اور رسول کے مقابلے میں جرأت۔ اسی مذہب کے مبلغ اور رسول ہیں جناب محمد حقانی صاحب۔

چند مثالیں بطور نمونہ نقل کردی گئی ہیں۔ ورنہ حنفی مذہب پورا کا پورا اسلام کے مقابلے میں ایک الگ مذہب ہے۔ اور ہر ایک چیز کو اس نے اپنے طور پر ترتیب دیا ہے۔ اسلام میں حلت وحرمت کا قانون بنانے والی اللہ کی ذات ہے۔ اور حنفی مذہب میں حلت وحرمت کا قانون بنانے والے امام ابوحنیفہ اور حنفی علماء ہیں۔ یہ فرق ہے اسلام اور حنفی مذہب میں۔

اختتامیہ

آخر میں ہم پھر عرض کریں گے کہ یہ کتاب ہم نے حقانی کی شرارتوں اور تلبیس ابلیس کے جواب میں لکھی ہے ۔ہم نہیں پسند کرتے تھے کہ اس قسم کے موضوع پر قلم اٹھائیں ۔لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ حقانی صاحب اہل حدیث کے خلاف مسلسل غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں ۔عوام کو غلط تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اور اپنی کتابوں وتقریروں کے ذریعے ثابت کرنے میں لگے ہیں کہ اہل حدیث صحیح مسلمان نہیں ۔ نہ یہ صحابہ کا احترام کرتے ہیں ۔ نہ ائمہ اربعہ کا اور نہ بزرگان دین کا ۔عوام چونکہ کالانعام ہوتے ہیں ۔تحقیق کا مادہ کم ہوتا ہے ۔سنی سنائی باتوں کو جلد قبول کر لیتے ہیں ۔ اس لئے ہم نے اس کتاب کو تحریر کیا تاکہ اس سے حقانی کی شیطانی کا پردہ فاش ہو جائے ۔ اور ساتھ ہی عوام اس حقیقت سے بھی آگاہ ہو جائیں ایک خود

حضرت محمد ﷺ کی حدیثوں اور فرامین کو نہیں مانتے ۔ رد کر دیتے ہیں ، ٹھکرا دیتے ہیں ۔ اس کی مثالیں بھی ہم نے ذکر کی ہیں ۔

اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ سب پر مقدم اللہ کی بات ہے ۔ اس کے بعد رسول ﷺ کی بات اس کے بعد صحابہ کرام کی بات ہے ۔ اہل حدیث کا مسلک ہے کہ صحابہ کرام کو انبیاء کے بعد تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہے ۔ اہل حدیث تابعین تبع تابعین محدثین ، فقہاء اور امامان دین سے بھی بے انتہا عقیدت ومحبت رکھتے ہیں ۔ اور ان کے بتائے ہوئے ان تمام مسائل اور فتاووں کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ اور عمل بھی

کرتے ہیں ۔ جو قرآن وحدیث کی متابعت میں دیئے گئے ہوں ۔ اور ساتھ ہی ان کے ایسے مسائل اور فتاووں سے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں خواہ انہوں نے وہ خود دیئے ہوں یا ان کی طرف منسوب کئے گئے ہوں ہم اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں ۔ ہمارا مسلک ہے کہ مجتہدین کو ان کے غلط اجتہاد پر بھی ثواب ضرور ملتا ہے ۔ لیکن امت کو غلط اجتہاد کا ماننا ضروری نہیں ۔

اگر ایک طرف فرمان رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ ہو اور دوسری طرف اس کے مقابلے میں صحابہ ، تابعین ، تبع تابعین اور امامان دین کا قول وفعل ہو تو ہم رسول ﷺ کے قول وفعل کو لیں گے ۔ صحابہ اور امامان دین کے قول وفعل کو چھوڑ دیں گے ۔ یہی فرق ہے اہل حدیث اور حنفی کے درمیان کہ حنفی نبی کے مقابلے میں اپنے امام کی بات کو مانتے ہیں نبی کی بات کو چھوڑ دیتے ہیں اور ہم نبی کے مقابلے میں سب کی باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں ۔ خواہ وہ صحابہ ہوں یا امامان دین ۔ کیونکہ نبی معصوم ہے اس سے غلطی نہیں ہوتی ۔ صحابہ یا امامان دین معصوم نہیں ہیں ۔ ان سے غلطیاں ہوتی ہیں ۔ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کیلئے اپنا رسول ایلچی اور قاصد بنا کر بھیجا تھا ۔ اور آپ ؐ پر اپنا پاک کلام نازل فرمایا تھا اور وحی بھی آتی تھی ۔ صحابہ یا ائمہ دین نہ تو من جانب اللہ ، رسول و قاصد تھے نہ ان پر وحی آتی تھی ۔ دین کی تکمیل اللہ کے نبی پر ہو چکی تھی ۔ دین میں کوئی نقص باقی نہ رہا تھا ۔ جس کی تکمیل صحابہ یا ائمہ دین نے کی ہو جب دین اللہ کے نبی کی زندگی میں مکمل ہو گیا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کا اعلان بھی فرما دیا کہ :

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾ (سورہ المائدہ آیت ۳)

تو اس کے بعد اس دین میں کسی صحابی یا ائمہ دین کو اختیار ہی باقی نہ رہا کہ اس میں کچھ اضافہ کرسکیں یا کم کرسکیں۔

مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے حدیث مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا

" فان خیرالحدیث کتاب الله و خیرالهدی هدی محمدوشر الا مور محدثا تها و کل بدعة ضلاله "

یعنی سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر راہ محمد کی راہ ہے(ﷺ)اور سب سے بدتر کام شریعت میں نئی بات نکلنا ہے۔اور ہر نئی بات گمراہی ہے۔

یہ بہت ہی صاف حدیث ہے جو بتلا رہی ہے کہ اصل دین وہی ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہﷺ میں ہے اس کے بعد تو

ہم اہل حدیث تمام لوگوں کو اسی اصل دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔اور خود بھی اسی پرعمل کرتے ہیں۔بعد میں جو لوگوں نے خیال آرائیاں کی ہیں اور نئے نئے مسائل گھڑ کر اپنے دین و مذہب بنالئے ہیں وہ دین اسلام سے علیحدہ ان کے خود ساختہ دین ومذہب ہیں۔حقانی اور دوسرے علماء احناف اسی قسم کے ایک خود ساختہ دین حنفی کے داعی اور مبلغ ہیں،اسلام کے نہیں۔اور حقانی تو برملا اپنی تقریروں میں کہتے بھی ہیں کہ میں جو کچھ بیان کررہا ہوں ۔مذہب حنفی کی کتابوں سے بیان کررہاہوں۔دوسرے مذاہب کے لوگ اپنی کتابیں دیکھیں۔ اس معاملے میں محمد پالن حقانی اپنے مذہب حنفی کے وفادار مبلغ اور سچے پیرو ہیں۔ وہ قرآن و حدیث سے کبھی مسائل بیان نہیں کرتے علی الاعلان اپنے دین حنفی کی کتابوں سے بیان

کرتے ہیں ۔اور اسی دین حنفی پر عمل کرنے کی دعوت لوگوں کو دیتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ حقانی صاحب جو کچھ کررہے ہیں کیا وہ صحیح ہے اور کیا ان کے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی ونجات کا راستہ یہی ہے۔ہمارا جواب یہ ہے کہ وہ سخت غلطی پر ہیں ۔ہوسکتا ہے دنیاوی لحاظ سے کچھ منفعت ان کو حاصل ہو جائے۔ لیکن محدثین اور اہل حدیث کی پاک اور مقدس جماعت پر انہوں نے جو گندگی پھینکی اور کیچڑ اچھالی ہے۔ وہ آخرت میں ان کو بڑی مہنگی پڑ سکتی ہے۔ اور قرآن وحدیث اور اسلام کی صاف ستھری تعلیمات کے مقابلے میں دین حنفی کی ترجیح واشاعت نہایت خطرناک راہ ضلالت ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں کہ گمراہ اور بدعتی کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی برائی کرتے ہیں اور انہیں برے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

آخر ہم قرآن حکیم کی چند آیات حقانی صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ شاید ان کو پڑھ کر انہیں اصلاح حال اور توبہ واستغفار کی توفیق نصیب ہو جائے۔

(سورہ محمد آیت ۳) " جو لوگ (خدائی احکام سے)منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور ہدایت کی راہ معلوم ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ (کے دین)کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچاسکتے ۔اور ان کے اعمال اللہ تعالیٰ ضائع کردیگا۔"

(سورہ الاعراف آیت ۴۱) " جنہوں نے دین کے متعلق اپنا طرز عمل ہنسی اور کھیل کا بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی سے فریب کھائے ہوئے

تھے۔پس ان کو ہم اس روز دوزخ میں استہ یسے بھول جائیں گے۔جیسے اس ن کے پیش ے) کو بھولے ئے ہیں

حکموں نکار کرتے ہیں۔

(آل عمران آ ۵۸) جو کو اسلا کے سو ین تلاش کر گا ہرگز اس قبول ہو گا اور خر میں نقصان والوں میں ہوگا

ن آ کی روشنی میں پھر ایک با ہم جناب حقانی علمائے احناف گزارش کریں گے کہ مذہب حنفی کو چھوڑ یں مذہب اسلام کو سچے دل قبول کرلیں اسی پر عمل کریں اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت یں اس کے علاوہ وسر کوئی مذہب اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوگا۔اسی میں کامیابی ہے اور یہی نجات کی راہ ہے۔

لا لا ـلاح ما تو ـيقی لا عليه توكلت اليه

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆